بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انصاراللہ ناروے

۲۰۱۱

۱۴۳۲ ہجری

نگران اعلی و امیر جماعت احمدیہ ناروے مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

صدر مجلس انصاراللہ ناروے مکرم بشارت احمد صابر صاحب

مدیر مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

مجلس ادارت مکرم سیّد کمال یوسف صاحب ، مکرم مبارک احمد شاہ صاحب

مکرم قاضی منیر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

نظر ثانی مکرم شاہد محمود کاہلوں، مربی سلسلہ احمدیہ ناروے

فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
القرآن	3	عیسائی منادوں کے اعتراضات کی تردید	27
حدیث	4	تبلیغ کی راہ میں مشکلات اور ان کا حل	34
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعودؑ	5	نظم	37
اداریہ	7	پیشگوئیوں کا ایک عجب دستور	38
پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ	8	انصاراللہ کوئز	45
پاکیزہ منظوم کلام اردو	10	انتخاب	46
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ	12	کیا آپ جانتے ہیں؟	53
حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول ﷺ	15	نظم	54
رپورٹ کارگزاری مجلس انصااللہ ناروے	25	نارو نجین حصہ	58

گناہوں کی بخشش

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا
لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا
اللّٰهُ ۪ۙ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا
وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳۶

ترجمہ: نیز وہ لوگ جو اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر (کوئی) ظلم کریں تو وہ اللہ کا (بہت) ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر بیٹھے ہوں اس پر جانتے بوجھتے ہوئے اِصرار نہیں کرتے۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۶)

جمعہ اور درود شریف

عن اوس بن اوس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ علیہ وسلم۔ انّ من افضل ایا مکم یوم الجمعۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ، فان صلٰوتکم معروضۃ علیّ۔

(ابوداود کتاب الصلواۃ باب تفریع ابواب الجمعہ)

حضرت اوس بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنوں میں سے بہترین دن جمعہ کا دن ہے، اس دن مجھ پر بہت زیادہ درود بھیجا کرو کیونکہ اس دن تمہارا یہ درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے انا الموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے۔۔۔۔ ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمے کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ اس نے لیکھرام پر ظاہر کیا اور اس کی موت ایسی حالت میں ہوئی کہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ خدا نے اس کی موت سے اسلام کی سچائی پر مہر لگا دی۔ غرض اس طرح پر خدا اپنے زندہ تصرفات سے جس کا فطرتاً انسان طالب ہے اور جس کے بغیر وہ جہنمی زندگی میں مبتلا ہے وہ کیونکر انسان کو حاصل ہو سکتا ہے جب تک اس کو اپنے ذاتی مشاہدہ سے یہ بھی خبر نہیں کہ خدا موجود بھی ہے اور کیونکر ایسی کتابوں سے جو محض قصوں کے رنگ میں ہیں وہ شیریں پھل مل سکتا ہے جو حقیقی معرفت کے نام سے موسوم ہے۔

اور یہ بھی ایک یقینی اور واقعی بات ہے کہ خدا کی راہ میں کوشش کرنے کے لئے امید کا پایا جانا بھی ضروری ہے جو شخص ایک بند کوٹھے میں یہ خیال کرکے کہ اس میں اس کا ایک عزیز ضرور مخفی ہے آواز دیتا ہے اور آواز پر آواز مارتا ہے کہ اے عزیز! میں حاضر ہوں تو باہر نکل اور مجھ سے ملاقات کر اور اس کو کوئی جواب نہیں ملتا تب وہ خیال کرتا ہے کہ شاید وہ سوتا ہے اور اس کے دروازہ پر صبر کرکے بیٹھتا ہے یہاں تک کہ جو سونے کا وقت اندازہ کیا جاتا ہے وہ بھی گزر جاتا ہے بلکہ اس کوٹھی میں اس بات کے کچھ بھی آثار ظاہر نہیں ہوتے کہ اس میں کوئی زندہ موجود ہے تب اس شخص کی امید آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے اور جب اندازہ اور تخمینہ سے وقت گزر جاتا ہے تب امید بکلی منقطع ہو جاتی ہے اور پھر وہ شخص اس دروازہ پر بیٹھنا لاحاصل جانتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور ایک عمر گزارنے کے بعد بھی اس طرف سے کوئی آواز نہیں آتی اور زندہ خدا کے کوئی آثار اس پر ظاہر نہیں ہوتے تب اس کی تمام امیدیں پاش پاش ہو جاتی ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ ترقی کرے تنزل کی طرف جھکتا ہے یہاں تک کہ ایک دن دہریوں کے رنگ میں ہو جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ مبارک وہی کتاب ہے کہ جو اپنے تازہ نشانوں سے امید کو دن بدن بڑھاتی ہے اور خدا کے ملنے کے آثار ظاہر کرتی ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۰۸،۳۰۹)

اداریہ

دعا مومن کا ہتھیار ہے اور ابتلاؤں کے دور میں دعاوں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ خدائی جماعتوں کی مخالفت ہمیشہ سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ پر ابتلاؤں کے پہاڑ ٹوٹے مگر ان کی استقامت میں کوئی فرق نہ آیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی شدید مخالفت کی گئی۔ اور اب تک جاری ہے۔ اور دنیا کے بعض ممالک میں احمدیوں پر بہت زیادہ ظلم و ستم روا رکھے جارہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ اکتوبر ۲۰۱۱ میں پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کے لئے جو ابتلاؤں کے دور سے گذر رہے ہیں خاص دعاوں کی طرف توجہ دلائی اور ہفتہ میں ایک روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں دعا کے آداب کے بارہ میں توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دعا کرتے ہوئے کبھی تھک کر مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کے واسطے ادب کا ہونا ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات رب، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین پر کامل ایمان ہو تو پھر ہی عبادت اور دعا کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ہم مسیح موعودؑ کے غلام ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تسلی دی تھی کہ میں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے ارشاد کے مطابق اپنے پاکستانی مظلوم بھائیوں کے لئے صحیح معنوں میں دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(مدیر)

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا
إنا فتحنا لك فتحا مبينا
ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلة
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن۔ ۳/جون ۲۰۱۰ء

مکرم ومحترم بشارت احمد صابر صاحب۔ صدر مجلس انصاراللہ ناروے

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مجلس انصاراللہ ناروے سالانہ اجتماع منعقد کر رہی اور آپ نے اس موقع کے لئے پیغام کی درخواست کی ہے۔

پیارے انصار بھائیو۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ایک دفعہ پھر دشمن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور منشاء سے ٹکر لینے کے ارادے سے سر اٹھا رہا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ اسلام فرماتے ہیں۔

" یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتحیاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے"۔(الوصیت)

(بقیہ صفحہ۲)

صفحہ۲

پس ان حالات میں ہمیں دعاؤں میں مزید درد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ باوجود سخت دشمنیوں اور اختلافات کہ جماعت کی مسلسل ترقی ہوتی جاتی ہے۔ جماعت خدا کا لگایا ہوا ایک بیج ہے اور یہ ہمیشہ پھولے گا پھلے گا۔ انشاللہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے خیر و برکت کا باعث بنائے اور زیادہ سے زیادہ انصار کو اس میں شامل ہونے اور اس روحانی اور دینی ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے تری درگاہ میں عجزو بکا ہے

وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے

مری اولاد جو تیری عطا ہے ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے روک کیا ہے وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو بحر الایادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات ان کو عطا کر گندگی سے برات ان کو عطا کر بندگی سے

رہیں خوشحال اور فرخندگی سے بچانا اے خدا ! بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال نہ آوے ان کے گھر تک رعب دجال

بچانا ان کو ہر غم سے بہرحال نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال

یہی امید ہے دل نے بتادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ　　نہ آوے ان پر رنجوں کا زمانہ

نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ　　میرے مولیٰ! انہیں ہر دم بچانا

یہی امید ہے اے میرے ہادی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا　　مصیبت کا ، الم کا ، بے بسی کا

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا　　جب آوے وقت میری واپسی کا

بشارت تو نے پہلے سے سنادی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد　　بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد

کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد　　بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

خبر مجھ کو یہ تو نے بارہا دی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام　　کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام

ہر اک نعمت سے تو نے بھردیا جام　　ہر اک دشمن کیا مردود و ناکام

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ مورخہ ۱۶ جنوری ۲۰۰۴ میں فرماتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ (الدھر ۹)۔ ” اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست وپا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اس کی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرتے تو وہ گویا یتیم ہی ہے۔ پس ان کی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہو گا۔“

(ملفوضات جلد سوم۔ ص ۵۹۹)

اس بات سے کوئی یہ خیال کرے کہ بڑھاپے کی حالت میں وہ مسکینی کے زمرے میں آتے ہیں اور کچھ نہ کرے کہ صدقہ کے طور پر ماں باپ کی خدمت کرنی ہے۔ لیکن تمہارے فرائض میں داخل ہے کہ ان کی خدمت کرو۔ کیوں کہ تمہاری جو حالت بچپن میں تھی وہ یتیمی کی حالت تھی۔ والدین نے تمہیں یتیم سمجھ کے تو نہیں پالا پوسا بلکہ ایک محبت کے جذبہ کے ساتھ تمہاری خدمت کی ہے۔ آج وقت ہے کہ اسی محبت اور اسی جذبے سے تم بھی والدین کی خدمت کرو۔ پھر والدین کے حق میں دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ جس طرح باپ کی دعا بیٹے کے حق میں قبول ہوتی ہے اور جس طرح ہر قدم پر ماں باپ

کی دعائیں بچوں کے کام آرہی ہوتی ہیں۔ اسی طرح بچوں کی دعائیں بھی ماں باپ کے حق میں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔

ملفوضات میں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ظہر کے وقت ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید سے فرمایا کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ ” توجہ سے دعا کرو۔ باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا۔“

(ملفوضات جلد دوم ص ۵۰۲)

بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت اقدس، شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی سے ان کے والد صاحب کے حالات دریافت فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ۔ ” ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہیے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیّز شخص ہو تا ہے شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ دل وجان سے ان کی خدمت بجالاؤ۔

(ملفوضات جلد دوم ص ۴۹۲)

ہر روز دو نفلوں اور ہفتہ وار روزہ کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳دسمبر ۲۰۱۰ کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

” پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا“

۷ اکتوبر ۲۰۱۱ کے خطبہ میں فرمایا” ۔۔پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو میں خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ دعاؤں کی طرف، صرف عام دعائیں نہیں بلکہ خاص دعاؤں کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ دیں بلکہ ان دعاؤں کے ساتھ ہفتے میں ایک نفلی روزہ بھی رکھنا شروع کر دیں۔۔“

پھر ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۱ کے خطبہ میں فرمایا” ۔۔مناسب ہو گا کہ جماعتی طور پر ایک ہی دن روزہ رکھا جائے۔۔۔۔۔۔ پیر یا جمعرات کا دن رکھ لیا جائے۔۔“

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمثال محبت

واقعات اور تحریرات کی روشنی میں۔(alislam.org)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران : ۳۲)

ہمیشہ کیلئے جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا نبی

’اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو! جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے۔‘ (تریاق القلوب صفحہ ۷)

بنی نوع انسان کا بے نظیر ہمدرد

’اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اُٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔۔۔ اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے چاہو تو میری بات لکھ رکھو۔۔۔ اے سننے والو! سنو! اور سوچنے والو! سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا‘(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۰،۱۱)

نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم

’میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے تھے۔ سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی۔ ہر گز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبیؐ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذاللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افتراء کریگا۔ میں نبیوں کی عزت و حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں، لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ و ریشہ میں ملی ہوئی بات ہے۔ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو نکال دوں۔ بد نصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم صلعم نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء۔‘

(ملفوظات جلد ۲، صفحہ ۱۷۴)

عربی منظوم کلام

حضرت بانی جماعت احمدیہ اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے آقا کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ یَسْعَی اِلَیْکَ الْخَلْقُ کَالظَّمْآنِ

اے اللہ تعالیٰ کے فیض اور عرفان کے چشمے! لوگ تیری طرف سخت پیاسے کی طرح دوڑتے چلے آرہے ہیں۔

یَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ تَھْوِیْ اِلَیْکَ الزُّمَرُ بِالْکِیْزَانِ

اے انعام کرنے والے اور نہایت ہی محسن خدا کے فضلوں کے سمندر! لوگ گروہ در گروہ کوزے لیے ہوئے تیری طرف بھاگتے چلے آرہے ہیں۔

اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَۃٍ وَّتَحَنُّنٍ یَا سَیِّدِیْ اَنَا اَحْقَرُ الْغِلْمَانِ

(اے میرے محبوب) مجھ پر رحمت اور شفقت کی نظر کیجئے اے میرے آقا میں آپ کا ناچیز غلام ہوں۔

مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِی ‏ لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ آنٖ

اے میرے خوشی اور مسرت کے چشمے! میں کسی لحظہ اور کسی وقت آپ کے ذکر سے خالی نہیں ہوتا۔

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۰، ۵۹۴)

فارسی منظوم کلام

حضرت مسیح موعودؑ اپنے فارسی منظوم کلام میں اپنے محبوب آقا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عجب نوریست در جان محمدؐ ‏ عجب لعلیست در کان محمدؐ

محمد رسول اللہ ﷺ کی جان میں عجیب قسم کا نور ہے اور آپ کی کان میں حیرت انگیز لعل ہیں۔

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم ‏ کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

میں دونوں جہانوں میں کوئی ایسا فرد نہیں پاتا جو محمد ﷺ جیسی شان و شوکت رکھتا ہو۔

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ ‏ دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

میرا سر احمد ﷺ کی خاک پر فدا ہے اور میرا دل ہر وقت آپؐ پر قربان۔ (اشتہار ۲۰/ فروری ۱۸۹۳ء صفحہ ۱)

یادِ آن صورت مرا از خود بَرد ‏ ہر زمان مستم کند از ساغرے

اس (محبوب) کی یاد مجھے بے خود بنا دیتی ہے اور وہ ہر وقت مجھے (اپنے عشق کے) ساغر سے مست رکھتا ہے۔
(دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۹)

اردو منظوم کلام

حضرت مسیح موعودؑ اپنے پیارے آقا کا ذکر اپنے اردو منظوم کلام میں کچھ اس طرح کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں
۔

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے　　اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے　　وہ طیب وامیں ہے اسکی ثنا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اسکا ہی میں ہوا ہوں　　وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، صفحہ ۶۵)

دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی　　آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(آئینہ کمالاتِ اسلام، صفحہ ۲۲۵)

خدا نما

'ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔ کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا

کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی

اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں

کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لیے

آفتاب ہے۔ جیسے اجسام کیلئے سورج وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اُس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑوں کو۔' (چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۲۸۹)

سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفیٰ نبی

'چونکہ آنحضرت ﷺ اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلی و اصفی تھے اس لیے خدائے جل شانہٗ نے ان کو عطر کمالاتِ خاصّہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ و دل جو تمام اولین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لیے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔' (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳ حاشیہ، روحانی خزائن جلد ۲)

مجدّدِ اعظم

'ہمارے نبی ﷺ اظہار سچائی کے لیے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپؐ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اُتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اسقدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی یہ کامیابی اور اسقدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت ﷺ کے نصیب نہیں ہوئی۔' (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۴)

ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں

’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللّٰھم صل وسلم و بارک علیہ و اٰلہٖ بعدد ھمّہٖ و غمّہٖ و حزنہٖ لھٰذہ الامّۃ و انزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔‘ (برکات الدعا، صفحہ ۱۰، ۱۱)

انسانِ کامل اور کامل نبی

’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پرزور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسانِ کامل کہلایا۔۔۔ وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘ (اتمام الحجۃ صفحہ ۲۸)

جس کے ساتھ ہم۔۔۔ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے

’ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہی ہم بفضلِ و توفیق باری تعالیٰ اس عالمِ گزران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جنکے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت

بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔' (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۳۷)

واقعات کی روشنی میں

کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا

ایک دفعہ کا واقعہ ہے حضرت مسیح موعود اپنے مکان کے ساتھ والے البیت میں جو البیت المبارک کہلاتا ہے۔ اکیلے ٹہل رہے تھے اور آہستہ آہستہ کچھ گنگناتے جاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی تار بہتی چلی جارہی تھی۔ اُس وقت ایک مخلص دوست نے باہر سے آکر سُنا تو آپ آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت حسّان بن ثابت کا ایک شعر پڑھ رہے تھے جو حضرت حسان نے آنحضرت ﷺ کی وفات پر کہا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ   مَنْ شَآءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

(دیوان حسّان بن ثابت) 'یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تُو میری آنکھ کی پُتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مرے مجھے تو صرف تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔'

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے حضرت مسیح موعود کو اس طرح روتے دیکھا اور اُس وقت آپ البیت میں بالکل اکیلے ٹہل رہے تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضرت! یہ کیا معاملہ ہے اور حضور کو کونسا صدمہ پہنچا ہے؟ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ مَیں اِس وقت حسّان بن ؓثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا اور میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہو رہی تھی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا۔' (سیرت طیبہ صفحہ ۲۷،۲۸)

ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا

حضرت مرزا سلطان احمد جو حضرت مسیح موعود کی پہلی بیوی سے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ آپ حضور کی زندگی میں جماعت احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

زمانہ میں بیعت کی۔ آپ کے قبول احمدیت سے پہلے زمانہ کی بات ہے کہ اُن سے ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت مسیح موعود کے اخلاق وعادات کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس پر فرمایا کہ

’ ایک بات میں نے والد صاحب (یعنی حضرت مسیح موعود) میں خاص طور پر دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خلاف والد صاحب ذراسی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرتؐ کی شان کے خلاف ذراسی بات بھی کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سُرخ ہو جاتا تھا اور غصے سے آنکھیں متغیّر ہونے لگتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کسی شخص میں نہیں دیکھا اور مرزا سلطان احمد صاحب نے اس بات کو بار بار دُہرایا۔‘ (سیرۃ طیبہ ۳۴)

کیا مَیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار کو دیکھ بھی سکونگا!

حضرت بانی جماعت احمدیہ کے فرزند حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے لکھتے ہیں:

’ایک دفعہ گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کچھ طبیعت ناساز تھی اور آپ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت امّاں جان نوراللہ مرقدھا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہو گیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لیے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہئیے۔ اس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعود کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا:

’یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا۔‘

یہ ایک خالصتاً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سے بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اُس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کسے خواہش نہیں مگر ذرا اُس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں

پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چل پڑتی ہے۔' (سیرۃ طیبہ، صفحہ ۳۵،۳۶)

ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود سفر میں تھے اور لاہور کے اسٹیشن کے پاس ایک مسجد میں وضو فرمارہے تھے۔ اس وقت پنڈت لیکھرام حضور سے ملنے کے لیے آیا اور آکر سلام کیا۔ مگر حضرت صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔ اس نے اس خیال سے کہ شاید آپ نے سُنا نہیں دوسری طرف سے ہو کر پھر سلام کیا۔ مگر آپ نے پھر بھی توجہ نہیں کی۔ اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور! پنڈت لیکھرام نے سلام کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ہمارے آقا کو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے۔ (سیرت المہدی، حصہ اول، صفحہ ۲۷۲)

جس مجلس میں ہمارے رسول اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا۔ تم اس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے؟

ایک دفعہ آریہ صاحبان نے وچھووالی لاہور میں ایک جلسہ منعقد کیا اور اس میں شرکت کرنے کے لیے تمام مذاہب کے ماننے والوں کو دعوت دی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود سے بھی باصرار درخواست کی کہ آپ بھی اس بین الادیان جلسہ کے لیے کوئی مضمون تحریر فرمائیں اور وعدہ کیا کہ جلسہ میں کوئی بات خلافِ تہذیب اور کسی مذہب کی دلآزاری کا رنگ رکھنے والی نہیں ہوگی۔ اس پر حضرت مسیح موعود نے اپنے ایک ممتاز حواری حضرت مولوی نورالدین صاحب کو جو بعد میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ اوّل ہوئے بہت سے احمدیوں کے ساتھ لاہور روانہ کیا اور اُن کے ہاتھ ایک مضمون لکھ کر بھیجا جس میں دینِ محمدؐ کے محاسن بڑی خوبی کے ساتھ اور بڑے دلکش رنگ میں بیان کئے گئے تھے۔ مگر جب آریہ صاحبان کی طرف سے مضمون پڑھنے والے کی باری آئی تو اُس نے اپنی قوم کے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مضمون میں رسول پاک ﷺ کے خلاف اتنا زہر اُگلا اور ایسا گند اُچھالا کہ خدا کی پناہ۔ جب اس جلسہ کہ اطلاع حضرت مسیح موعودؑ کو پہنچی اور جلسہ میں شرکت کرنے والے احباب قادیان واپس آئے تو آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے احمدیوں پر سخت ناراض ہوئے اور بار بار جوش کے ساتھ فرمایا کہ جس مجلس میں ہمارے رسولؐ اللہ کو بُرا بھلا کہا گیا اور گالیاں دی گئیں

تم اُس مجلس میں کیوں بیٹھے رہے ؟ اور کیوں نہ فوراً اُٹھ کر باہر چلے آئے ؟ تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ تمہارے آقا کو گالیاں دی گئیں اور تم خاموش بیٹھے سُنتے رہے ؟ اور پھر آپ نے بڑے جوش کے ساتھ یہ قرآنی آیت پڑھی کہ (سورۃ نساء۔ آیت ۱۴۰) یعنی اے مومنو! جب تم سنو کہ خدا کی آیات کا دل آزار رنگ میں کفر کیا جاتا اور اُن پر ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو تم ایسی مجلس سے فوراً اُٹھ جایا کرو تا وقتیکہ یہ لوگ کسی مہذبانہ انداز گفتگو کو اختیار کریں۔

اس مجلس میں حضرت مولوی نورالدین صاحب (خلیفہ اوّل) بھی موجود تھے اور وہ حضرت مسیح موعود کے ان الفاظ پر ندامت کے ساتھ سر نیچے ڈالے بیٹھے رہے بلکہ حضرت مسیح موعود کے اس غیورانہ کلام سے ساری مجلس ہی شرم و ندامت سے کٹی جارہی تھی۔' (سیرت طیبہ صفحہ ۳۱ تا ۳۳)

نُور کی مشکیں

حضرت بانیء جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

'ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لیے آتے ہیں اور ایک نے اُن سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ ۵۷۶)

انصاراللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے اس کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔ اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ کوشش کریں کہ مضامین کمپیوٹر پر inpage یا word میں لکھ کر بھجوائیں۔ مضامین اور انصاراللہ کوئز کے جوابات اس ایڈریس پر بھیجے جاسکتے ہیں۔ ahmedrizwan@online.no جزاکم اللہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سالانہ رپورٹ مجلس انصار اللہ ناروے برائے سال ۲۰۱۱ء

یکم جنوری ۲۰۱۱ء کا آغاز مسجد نور میں نمازِ تہجد سے کیا گیا تھا۔ بعد ازاں جماعت کی طرف سے فروگنر پارک میں اجتماعی وقارِ عمل میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس عاملہ کے اجلاسات باقاعدگی سے منعقد ہوئے۔ حاضری بہت اچھی رہی۔ ممبرانِ عاملہ کے علاوہ مجلس کے زعماء بھی ان اجلاسات میں باقاعدگی سے شامل ہوتے رہے ہیں۔ مجلس شوریٰ برائے سال ۲۰۱۰ء میں تبلیغ سے متعلق جس تجویز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری کے بعد عمل ہونا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تو کام نہیں ہوسکا۔ لیکن تبلیغ کے شعبہ میں درج ذیل کام ہوئے۔

۱۔ تمام مجالس کے زعماء کو ایک خط لکھا گیا۔ جس میں زعماء کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اور زعماء کو لکھا گیا کہ ہر مجلس ہر ماہ کم از کم ایک تبلیغی اسٹال لگائے۔ لیکن تا حال کسی مجلس کی طرف سے تبلیغی اسٹال کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

۲۔ شعبہ تربیت کی طرف سے شعبہ تبلیغ کے ساتھ مل کر اختلافی مسائل پر قرآنی آیات واحادیث پر مشتمل ایک پمفلٹ تیار کیا گیا اور ہر ناصر سے درخواست کی گئی کہ وہ ان آیات کو یاد کر کے تبلیغ میں استعمال کریں۔ اور یہ بھی کیا گیا کہ کچھ عرصہ کے بعد سب انصار کا امتحان لیا جائے گا۔

۳۔ جماعت کے ساتھ مل کر مختلف شہروں میں وہ پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ جس کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ ناروے کی ۱۰٪ آبادی تک یہ پمفلٹ پہنچایا جائے۔ اس پمفلٹ کو تقسیم کرنے کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا۔ مکرم امیر صاحب نے اجازت بھی دے دی تھی۔ قائد تبلیغ نے اوسلو کے اردگرد کے علاقہ جات کے نام لکھ کر امیر صاحب کی خدمت میں پیش کئے تھے۔ اور مکرم امیر صاحب نے منظوری بھی دے دی تھی کہ مجلس انصار اللہ ناروے ان علاقہ جات میں گھر گھر جا کر پمفلٹ تقسیم کریں گے۔ لیکن پمفلٹ وقت پر تیار نہ ہونے کی وجہ سے صحیح طور پر عمل نہیں ہوسکا۔ سال ۲۰۱۱ء میں بیت النصر کی حفاظت کے لئے مجلس انصار اللہ کے ممبران خدام کی مدد کے لئے ہر جمعرات کی دوپہر تین بجے سے صبح سات بجے تک اور اتوار کی صبح سات بجے سے پیر کی صبح سات بجے تک ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔ مجلس ناروے کے انصار بڑی مستعدی سے مسجد کی حفاظت کی ڈیوٹی دیتے ہیں۔ لیکن جو انصار تا حال ڈیوٹی نہیں دے رہے انکی تربیت کے لئے مجلس عاملہ کے ۴ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ کمیٹی نے اپنا ایک اجلاس منعقد کیا۔ اور اپنی رپورٹ صدر صاحب مجلس کو پیش کی۔

شعبہ ایثار کے تحت مجلس انصار اللہ نے بیت النصر کے احاطہ کے اندر ایک خوبصورت جنگلہ لگایا۔ یہ کام صدر صاحب مجلس نے اپنی نگرانی میں خود کروایا۔ چند انصار اور خدام نے صدر صاحب مجلس کی مدد بھی کی۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔ آمین۔ بیت النصر کی صفائی (بڑے ہال اور اوپر والی سیڑھیوں کی) مجلس انصار اللہ کے ذمہ ہے۔ زعماء مجالس اس کام کو سرانجام دیتے ہیں۔

شعبہ ایثار کی طرف سے sykehjem اولڈر ہوم کے دورے بھی کئے گئے۔ اور تحائف بھی پیش کے گئے۔

شعبہ ذہانت وصحت جسمانی کی طرف سے انصار اللہ کے لئے مسرور ہال میں کھیلنے کا پروگرام بنایا جا رہا ہے۔ جبکہ لنڈن میں مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ میں ۴ انصار نے حصہ لیا۔

شعبہ تعلیم القرآن کے تحت حضور انور کے دورہ کے بعد انصار، خدام اور اطفال کو قرآن مجید سکھانے کے لئے ہر جمعرات کی شام ٦ بجے ایک کلاس کا اجراء کیا گیا۔ کلاس کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ مکرم صدر صاحب مجلس یہ کلاس خود لیتے ہیں۔

شعبہ اشاعت کے تحت اس سال رسالہ انصار اللہ ناروے کا اجراء کیا گیا۔ اور پہلا شمارہ شائع ہو چکا ہے۔ رسالہ کی بہت خوبصورت اشاعت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام حصہ لینے والوں کو بہتر مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

شعبہ مال کی رپورٹ کے مطابق وصولی کی رفتار کم رہی ہے۔ زعماء مجالس نے وصولی کی طرف صحیح توجہ نہیں کی۔ وصولی کی کمی کی وجہ چندہ جات کی وصولی جماعتی نظام کے تحت ہے۔ چونکہ انصار کا چندہ براہ راست انصار اللہ کے اکاونٹ میں جمع نہیں ہوتا اسلئے شعبہ مال کو حساب کتاب رکھنے میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ محترم امیر صاحب کے علم میں یہ مشکلات لائی گئی ہیں اور درخواست کی گئی ہے کہ مجلس کا چندہ جلد از جلد مجلس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیا جائے۔

مجلس انصار اللہ ناروے کا پچیسواں سالانہ اجتماع ٤ اور ٥ جون ٢٠١١ء کو مسجد نور میں منعقد ہوا۔ انصار نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ حاضری پہلے دن ٨٤ اور دوسرے دن ٨٣ تھی جس کی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوا دی گئی تھی۔ مجلس انصار اللہ کے تحت مختلف مواقع پر مختلف سٹالز لگائے گئے اور انکی بچت مسجد فنڈ میں جمع کرائی گئی۔ نیز بجٹ میں بچت کر کے 188466,77 کرونز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مسجد فنڈ میں جمع کروائے گئے۔

مقامی مجالس کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے حاضری کے لحاظ سے پہلے نمبر پر Frogner, Holmlia, Lambertseter اور Lørenskog ہیں۔ جبکہ رپورٹس بھجوانے کے لحاظ سے جائزہ لیا گیا تو پہلے نمبر پر Lørenskog دوسرے نمبر پر Lambertseter جبکہ تیسرے نمبر پر Nittedal ہے۔

مجلس انصار اللہ ناروے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور ہماری سستیوں کو دور فرماتے ہوئے آئندہ سال ہم سب کو مقبول خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

صدر مجلس انصار اللہ ناروے	قائد عمومی مجلس انصار اللہ ناروے
بشارت احمد صابر	رائے طارق احمد

عیسائی منادوں کے اعتراضات۔ آنحضرت ﷺ پر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی فضیلت کے جھوٹے دعویٰ کی تردید۔

(یہ مضمون محترم کمال یوسف صاحب کی اس تقریر سے اخذ کیا گیا ہے جو انہوں نے مئی ۲۰۱۰ کو اوسلو میں مجلس انصاراللہ ناروے کے تحت ہونے والے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کے موقعہ پر کی۔ مرسلہ نصیر احمد صاحب۔ قسط دوم و آخری)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب ، 33:57)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں" میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہؐ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اسوقت تک گذر چکے ہیں سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہؐ نے کی، ہرگز نہ کر سکتے۔ ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی ﷺ کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے یہ نبیوں کی معاذاللہ سوءِ ادبی ہے وہ نادان مجھ پر افترا کریگا۔ میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں لیکن نبی کریمؐ کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور میرے رگ وریشہ میں ملی ہوئی ہے اور یہ میرے اختیار میں نہیں کہ میں اس کو نکال دوں۔ بدنصیب اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کام کیا وہ جو نہ الگ الگ نہ مل مل کر کسی سے ہو سکتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"۔

(ملفوضات جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

دوسری دلیل جو اسلامی دنیا میں تبلیغ کرتے وقت عیسائی استعمال کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قول ہے جب وہ صلیب پر چڑھائے جا رہے تھے اور اس وقت آپ نے فرمایا "اے میرے باپ! تُو انہیں بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳۔۳۴) یقیناً بہت عظیم الشان بات تھی کہ آپ نے اپنے

دشمن کو اس وقت بھی جب وہ سمجھتے تھے کہ آپ کی موت غالباً قریب ہے اور صلیب کے نتیجہ میں آپ کو سخت تکلیف دی جارہی تھی۔ جسمانی لحاظ سے اور ایمانی لحاظ سے بھی کہ لوگوں کو شبہ پڑ جائے گا کہ میں نبی ہوں یا نہیں ہوں اور ان لوگوں نے جو اس قدر توہین آپ کی کی، آپکو دکھ میں مبتلا کیا، ان کو اس وقت یہ کہنا اور ان کے لیے یہ دعا کرنا کہ اے میرے باپ انہیں بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں یہ بہت بڑی بات ہے اسمیں کوئی شک نہیں لیکن یہ کہنا کہ اور کسی نے اس سے بہتر بات نہیں کہی یہ غلط ہے۔ یہ دھوکا ہے اور ان کو یہ علم ہے کہ یہ بات غلط ہے۔ اب میں اسی کو ایک اور رنگ میں پیش کرتا ہوں۔ درحقیقت اس سے بہتر بھی کہہ سکتے تھے لیکن بہر حال جو معاف کرنے کا یا سزا دینے کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ انسان وہاں معاف کرتا ہے جہاں اسے سزا دینے کی قوت ہو۔ ایک بہت ہی مضبوط آدمی مجھے چانٹا مار دے تو مجھے پتہ ہے میں نے اس کے ساتھ ذراسی بھی ٹکر بازی کی تو یہ میری ہڈیاں توڑ دے گا میں اگر اس وقت اسے کہہ دوں کہ میں نے معاف کر دیا یہ قول انتہائی بیوقوفی کا ہوگا۔ میں نے کیا معاف کرنا ہے سوائے اس کے کہ مجھ میں یہ طاقت ہو کہ میں دو آگے سے ٹکا سکوں تو پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ بھئی ٹھیک ہے کوئی ایسی بات نہیں میں صبر سے کام لوں گا۔ میں تمہارا مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن میں نہیں کروں گا پھر تو یہ قابلِ تعریف ہے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ تو بادشاہت ملی نہ وہ اس حیثیت میں تھے کہ ان کو سزا دے سکیں مگر اس کے باوجود ہم ان کے اعلیٰ خُلق کے قائل ہیں کہ ان کی یہ عظیم الشان بات تھی لیکن اگر دوسری طرف دیکھیں کہ یہود کی سزا کیا تھی جس کو انہوں نے معاف کیا۔ سزا یہ تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود فرما چکے ہیں کہ تم نے مجھ سے زیادتیاں کی ہیں تم سے یہ روحانی بادشاہت لے لی جائے گی۔ یہ چھین لی جائے گی اور کسی اور قوم کو دے دی جائے گی اور اب یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد اگر تو حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا قبول ہو گئی ہوتی تو ان میں نبی آنا چاہیے تھا کیونکہ بنی اسرائیل میں مسلسل نبی آرہے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا کہ تم نے میری اتنی مخالفت کی ہے، اتنی تکلیف دی ہے کہ تم سے یہ روحانی بادشاہت چھین لی جائے گی اور یہ وہ سزا تھی جس کے نتیجہ میں روحانی بادشاہت چھین لی گئی۔

دیکھیں کہ آنحضرت ؐ پر اس سے بھی نازک وقت آیا۔ مثلاً جنگِ احد جو تھی اس میں آنحضرت ؐ زخمی ہوئے بہت

بری طرح سے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ بہت خوفناک وقت تھا اور ایسا لگتا تھا کہ دشمن نے آپ پر پورا غلبہ حاصل کر لیا ہے اور اس شدید اذیت میں شدید دکھ میں آپؐ نے اس وقت جو دعا کی وہ یہ تھی:۔ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ خدایا! انکو ہدایت دے۔ یہ قوم سمجھ نہیں رہی کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ دونوں دعاؤں پر غور کریں۔ وہاں دعا ہے معاف کرنے کی، یہاں دعا ہے ہدایت دینے کی! ہدایت سب سے بڑا انعام ہے یہی دعا تو ہم روز کرتے ہیں۔ اھدنا الصراط المستقیم۔۔۔۔۔۔۔ ہدایت کے نتیجہ میں سارے انعام دیئے جاتے ہیں تو آنحضرتؐ دعا یہ کر رہے ہیں کہ خدایا! ان کو انعام دے۔ اُدھر دعا یہ کی جارہی تھی کہ خدایا! انکو معاف کر دے اور اس دعا کے باوجود معاف نہیں کیے گئے۔ یہاں دعا کی جاتی ہے خدایا! انکو ہدایت دے اور اس دعا کے نتیجہ میں خدا نے انہیں ہدایت دی۔ جب آنحضرتؐ مکہ میں داخل ہوئے تو ساری کی ساری قوم نے اس وقت یہ سمجھا کہ آپؐ کو سزا دینے کی قدرت حاصل ہے۔ اور اب وہ سزا کا وقت بھی تھا۔ اور آپؐ معاف بھی کر سکتے تھے، آپ سزا بھی دے سکتے تھے، دونوں option موجود تھے کیونکہ پوری قوت اور اختیار حاصل تھا۔ کوئی شخص آپؐ کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اب مکہ والوں سے آپؐ نے پوچھا مجھ سے کیا توقع رکھتے ہو؟ دیکھیں ان کی توقع بھی ان کو سمجھ آگئی کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ہمیشہ ہمارے ساتھ عفو سے کام لیا۔ تو انہوں نے کہا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا تھا ہم پر بھی وہی نوازش کریں۔ حضورؐ نے فرمایا:۔ " اَنتُم الطُلقَا۔ جاؤ سب کے سب تم آزاد ہو۔ تمھیں کسی قسم کی سزا نہیں دی جائے گی۔ عفو کیا جائے گا" لیکن یہاں عفو کے ساتھ ایک شرط ہے۔ قرآن مجید میں جہاں سزائیں دی گئی ہیں وہاں یہ فرمایا کہ سزا وہاں دو جہاں سزا سے بہتری ہو۔ جہاں عفو کے نتیجہ میں بہتری ہو تو وہاں عفو کیا جائے۔ اب وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عفو کیا لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ قوم نے قبول نہیں کیا، قوم کی اصلاح نہیں ہوئی۔ یہاں عفو ہوا تو ساری قوم نے قبول کر لیا یہ وہ ہدایت کی دعا تھی جو آنحضرتؐ نے دی۔ اور اسکا کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ پتہ نہیں عیسائی کسطرح اسکو ایک فضیلت کی بات بنا لیتے ہیں۔

اب ایک اور بات عیسائی جو خصوصیت سے کہتے ہیں کہ دیکھو جی حضرت مسیح علیہ السلام نے بہت دکھ اُٹھائے اور وہ صلیب پر چڑھے اور جان دیدی ہمارے لیے۔ لیکن احمدی مسلمان اس کو مانتے نہیں ہیں۔ صلیب پر وہ ضرور چڑھے لیکن انہوں نے جان نہیں دی اور دوسرے مسلمان بھی نہیں مانتے کہ انہوں نے جان دی لیکن بہر حال جو دکھ اٹھائے اسمیں کوئی شبہ نہیں۔ نہ صرف انہوں نے دکھ اٹھائے بلکہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی اُمت نے تین سو سال تک مسلسل دکھ اُٹھائے اور ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ ہم بڑی محبت سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور ہمارے دل میں وہی جذبات پیدا ہوتے ہیں جو کسی بھی مذہبی قوم کی قربانیوں پر ہمارے دل میں پیدا ہوتے ہیں لیکن یہاں عیسائی پھر وہی حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کی فضیلت کا مسلۂ کھڑا کرتے ہیں۔ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ یہ صرف اور صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فضیلت ہے اور کسی نبی کو ایسی فضیلت حاصل نہیں ہے میرے سامنے بھی بعض دفعہ کئی ایسی تقریروں میں عیسائی آخر میں کہتے ہیں ٹھیک ہے اسلام نے یہ کیا اسلام نے وہ کیا لیکن اسلام کا خدا بھی بڑا سخت قسم کا انتقام لینے والا خدا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے بھی جنگیں کیں اور یہ کیا وہ کیا۔ جو نمونہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دکھایا کہ انہوں نے اپنی جان دے دی۔ کسی اور نے نہیں دکھایا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر عیسائی اس نکتہ نظر سے دیکھیں کہ نبوت کے بعد آپ تین سال صرف فلسطین میں رہے۔ اب تین سال کے عرصے میں غالباً بالکل آخیر پہ آپ کو بعض تکلیفیں جسمانی لحاظ سے پہنچیں اور مخالفت ہوئی۔ کوئی ایسی خاص مخالفت نہیں ہوئی لیکن بہر حال ہوئی۔ اس کے نتیجہ میں آپ پر مقدمہ ہوا پھر آپ کو سزا ہوئی۔ آپکی بہت تذلیل کی گئی آپ کی بہت توہین کی گئی یہ سب باتیں درست ہیں لیکن وہ ایک مختصر سا عرصہ ہے۔ صرف اس تین سال کے عرصے کو اگر آپ ذہن میں لائیں جو آنحضرت ﷺ نے شعبِ ابی طالب میں گذارہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ مہینے کے تیس دنوں میں مجھے نہیں پتہ چلتا تھا کہ میں نے کیا کھایا ہے سوائے اس کے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی چیز تھی۔ وہ کچھ چیز چھپا کے جو کہیں سے مل جاتی تو مل جاتی۔ اتنی تکلیف تین سال کے عرصہ میں اُنہوں نے اُٹھائی ہے کہ اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی تکلیفوں کے ساتھ کوئی موازنہ بنتا ہی نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی اور تکلیفوں میں اگر یہ بھی شامل کر لیا جائے جو وہ تین دن اور تین رات قبر

میں رہے ہیں دکھوں اور الم کی حالت میں رہے ہیں ان کو وہاں treatment دی گئی لیکن وہی تین دن اور تین رات جو رسول کریمؐ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غارِ ثور میں گذارے ہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا پھر ساری زندگی آپ دیکھ لیں جس طرح طائف میں آپ گئے ہیں کسطرح آپؐ نے دکھ اُٹھائے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان کے نزدیک جو سب سے بڑی قربانی ہے وہ جان کی قربانی ہے۔ ہمارے نزدیک جو سب سے بڑی قربانی ہے وہ زندگی کی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ہمارے آقا و مولیٰ رسول کریم ﷺ کے متعلق فرماتا ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۳﴾

(الانعام ۶۔ ۱۶۳)

،،تو کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کی سب اللہ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے،،

زندگی کا ہر لمحہ صلیب پر لٹکائے جانے کے دکھ سے کہیں زیادہ ہے۔ کوئی ایک دن کی بات نہیں، ایک مہینہ کی بات نہیں، ایک سال کی بات نہیں، پوری کی پوری زندگی آنحضرت ﷺ نے ایسے گزاری ہے کہ دُنیا کا کوئی شخص بھی خلقِ خدا کی ہمدردی اور خدائے واحد کی توحید کے راہ میں دکھ اُٹھانے میں مقابلہ نہیں کرسکتا اس لئے یہ کہہ دینا کہ مسیح نے جو صلیب پر پایا اُس سے پہلے جو دکھ برداشت کیا کسی اور نبی نے برداشت نہیں کیا بالکل غلط ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حضرت رسول کریم ﷺ نے جو دکھ خلق خدا کے لیے اُٹھانے کے متعلق فرماتا ہے فلعلک باخع نفسک۔۔ (کہف ۰۷۔۱۸) یعنی کیا تو شدت غم کے باعث ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔

باخِع کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو ایک کند چھری سے ہلکا سا ذبح کیا جائے کہ اس کو مرنے نہ دے اور چلاتا جائے وہ چھری تو اس سے جو تڑپ میں شدت اور گہرائی اور دکھ کا لمبا سلسلہ چلتا ہے اس تڑپ کو ”باخع“ کہا جاتا ہے۔

ورنہ ایک ضرب سے بھی مر جاتا ہے انسان۔ وہ بھی ایک شہادت ہے لیکن اُس میں وہ تکلیف نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ کہتا ہے فلعلک باخع نفسک۔۔ رسول تو اپنی جان کو اس رنگ میں ہلاک کرتا ہے۔ اور کر دیگا۔ اور منع کیا کہ ایسا نہ کر پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلا تذھب نفسک علیھم حسرات۔ (فاطر ۰۹۔۳۵) یعنی پس تیری جان ان کی وجہ سے حسرت و غم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے۔

تو ان لوگوں کے لیے تیرے دل میں حسرتیں اُٹھتیں ہیں بار بار۔ یہ ہدایت کیوں نہیں پاتے۔ ہدایت کیوں نہیں پاتے۔ تو تُو اُن کے لیے جان دیدے گا۔ پھر عجیب بات یہ ہے ذبح عظیم (الصافات ۱۰۸۔۳۷) کے متعلق جو سارا واقع حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا آتا ہے اُسمیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کو جو بچایا گیا، اسوجہ سے بچایا گیا کہ اس کے بعد ذبح عظیم آئیگا۔ وہ نفس جو ہمیشہ دوسروں کے لئے اپنے آپ کو فنا کر دے! اور عظیم کا لفظ اس شخص کے لیے آتا ہے جسکا مقابلہ کوئی نہ ہو، جسکی کوئی مثال موجود نہ ہو تو آنحضرت ﷺ کو ذبح عظیم کہا گیا ہے یعنی خدا کی راہ میں سب سے زیادہ اور بار بار قربان ہونے والا۔۔ اسلئے یہ دلیل بھی ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو عیسائی مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔۔

اب میں آخر میں ایک چھوٹی سی بات بیان کر دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے، عیسائی کہتے ہیں کہ وہ شخص جو زندہ ہے اُس سے بہتر ہے جو فوت ہو گیا ہوا ہے۔ وہ شخص جو آسمانوں پہ ہے اور دوبارہ آئیگا اس شخص سے بہتر ہے جس نے آنا ہی نہیں! وہ شخص پہلے بھی تھا اور آخر میں بھی ہو گا، وہی آخر میں بھی ہے وہی خاتم النبیین ہے۔ اب عیسائی مبلغین نے حضرت مسیح علیہ السلام کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ یہ ایسی کوئی بات نہیں جس کا خدا کے فضل سے ایک احمدی مسلمان جواب نہ دے سکے۔ دوسرے وہ نبی مسیح علیہ السلام جس کو ہم جانتے ہیں جو دوبارہ آنے والا ہے، وہ مسیح ابنِ مریم نہیں ہے بلکہ وہ مثیل ابنِ مریم اور اُمتی نبی ہے۔ یہ عیسائی منا د احمدیوں کے سامنے تو ایسی بات نہیں کر سکتے۔ غیر احمدیوں کے سامنے وہ یہی کہتے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں بھی جو تبلیغ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آخری نبی سب سے بڑا ہوتا ہے تو آخری نبی تو مسیح ہے پھر! سب سے آخر پر اُنھوں نے آنا ہے۔ آپ اس کو مانتے ہیں تو ہماری بات بھی مان جائیں۔ دوسرے (یعنی غیر احمدی مسلمان (عیسائیوں کے اس طرزِ استدلال سے بہت

سے دوسرے متاثر ہوئے۔ ان غلط عقائد کے نتیجہ میں انہوں نے اسلام کو چھوڑا اور عیسائیت کو قبول کیا۔ تو یہ بڑا خوفناک مقام ہے تو جس صحیح رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ اسلام نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو پیش کیا ہے، اُسی رنگ میں اگر ہم پیش کریں گے تو خدا کے فضل سے آپ ﷺ کی سیرت طیبہ بھی نمایاں ہو گی اور کوئی مضبوط سے مضبوط عیسائی بھی خدا کے فضل سے ہمارے سامنے قدم نہیں جما سکتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کما صلیت
علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید
اللھم بارک علی محمد وعلی
ال محمد کما بارکت علی
ابراھیم وعلی ال ابراھیم
انک حمید مجید

تبلیغ کی راہ میں مشکلات اور ان کا حل

مبارک احمد شاہ صاحب

عام طور پر اس بات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ہم لوگ تبلیغ کرنے سے جھجکتے ہیں اور اس ذمہ داری کو اٹھانے سے گھبراتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یا تو دینی علم کی کمی کا احساس ہوتا ہے یا پھر دوستوں سے تعلقات کی خرابی کا ڈر ہوتا ہے۔ تبلیغ کے متعلق ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کی یہاں کوشش کی جارہی ہے۔

کیا تبلیغ کیلیے عالم دین ہونا ضروری ہے؟

جب بھی کسی کو تبلیغ کرنے کے لئے کہا جائے تو فوری طور پر اس کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ کام کس طرح کیا جائے کیوں کہ مجھ میں تو تبلیغ کرنے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے اندر دینی علم کی کمی کا احساس ہوتا ہے اور انہیں اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مخاطب کوئی ایسی بات پوچھ لے جس کا جواب انہیں نہ آتا ہو۔ یہ محض ایک غلط فہمی ہے کہ تبلیغ صرف علماء دین کا کام ہے۔ لفظ تبلیغ کا مادہ بَلَغَ ہے جس کا مطلب ہے پہنچانا اگر حکمت اور احسن رنگ میں صرف یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ مسیح و مہدیؑ تشریف لاچکے ہیں اور اب دنیا کی نجات اسلام کو ماننے میں ہی ہے تو تبلیغ کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔ اس پیغام کی حقانیت کو اپنے کردار و عمل سے تقویت پہنچانی چاہئے جیسا کہ عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ پھل اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔ (۲۰:۷) ہمارا مسکراتا ہوا چہرہ اعلیٰ کردار اور ہر ایک سے دوستانہ برتاو دوسروں میں ہمارے متعلق دلچسپی پیدا کر سکتا ہے اور اس طرح وہ ہمارے قریب آسکتے ہیں۔

کیا تبلیغ کرنا باعث شرمندگی ہے؟

بعض لوگ تبلیغ کو باعث شرمندگی سمجھتے ہیں اور یہ سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے کسی سے دین کے موضوع پر گفتگو کرنی چاہی اور وہ شخص منہ پھیر کر چل دیا تو ہماری بے عزتی ہو جائے گی۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کے دین کی ترویج و ترقی کی خاطر اپنی جان، مال اور وقت کے ساتھ ساتھ اپنی آبرو کی قربانی کا بھی عہد کیا

ہوا ہے۔ لہٰذا اگر اس راہ میں ہمیں شرمندگی اٹھانی پڑے تو ہمیں اس کے لئے بھی ہر دم تیار رہنا چاہئے۔ اگر کم علم کے باعث گفتگو میں شرمندگی کا خوف ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ جتنی بات آپ کر سکتے ہیں وہ ضرور پہنچائیں اور اس کے بعد اپنے زیر تبلیغ دوست کا کسی مربی صاحب یا کسی اور عالم سے رابطہ کروا دیں۔

کیا تبلیغ کرنے سے ہمارے دوستوں سے تعلقات بگڑ سکتے ہیں؟

اگر کوئی دوست باہمی تعلقات بگڑنے کے اندیشے سے دینی گفتگو سے پرہیز کرے تو اسے سمجھائیں کہ آپ اس وقت جس مذہب پر ہیں اگر اس کے بانی محض اس بناء پر تبلیغ کا کام ترک کر دیتے کہ کہیں ان کے لوگوں سے تعلقات بگڑ نہ جائیں تو آج اس دین کا نشان بھی نہ ملتا۔ انہیں بتائیں کہ ہمارا کام محبت اور برادرانہ جذبے کے ساتھ محض پیغام پہنچانا ہے۔ جس کے بعد ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ اب آپ اسے اختیار کرنے یا رد کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہیں۔ جس دوست کو آپ تبلیغ کر رہے ہوں ان کے عقیدے پر تنقید نہ کریں بلکہ ان کے اور اپنے مذہب میں مشترک باتیں تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

دعا کا نشان

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کو دعا کا ایک خاص نشان عطا فرمایا ہے۔ اپنے دوستوں کے ساتھ اتنے اخلاص و وفا سے پیش آئیں کہ آپ پر بھروسہ کرتے ہوئے آپکو اپنی ذاتی پریشانیوں اور تکالیف کے راز دار بنائیں اور پھر آپ نہ صرف خود ان کے لئے دردِ دل سے دعا کریں بلکہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی ان کے متعلق دعا کے لئے لکھیں اور ان دوست کو یہ بتائیں کہ آپ ان کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے گا اور جماعت کے حق میں نشان ظاہر فرمائے گا۔

کیا تبلیغ یکطرفہ ٹریفک ہے؟

ایک عام غلط فہمی جو ہمارے اندر پائی جاتی ہے یہ ہے کہ اپنا پیغام تو لوگوں کو سنانا چاہتے ہیں لیکن ان کی باتیں سننا نہیں چاہتے۔ آج کے دور میں جبکہ لوگ مذہب کے بارے میں بات کرنا پسند نہیں کرتے، ایک بہترین طریق یہ

ہے کہ دوسروں سے ان کے مذہب کے متعلق استفسار کیا جائے اور پھر گفتگو کے دوران حکمت کے ساتھ اور احسن رنگ میں اسلامی عقائد کو پیش کیا جائے۔

وقت کی پابندی

حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا تھا کہ انت الشیخ المسیح الذی لایضاع وقتہ (تذکرہ ص ۳۱۸) یعنی تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں " یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب تر کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔" (الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵)۔ حضور مزید فرماتے ہیں " میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے۔، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے اور فرمایا۔۔۔ جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام ہو نہ جائے۔ فرمایا ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیے۔" (ملفوضات جلد اول س ۳۱۰)۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔۔

اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو بعد میں تا کہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو

کام مشکل ہے بہت منزل مقصود ہے دور اے میرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو

پھر فرمایا " یہ زمانہ ٹھہرنے کا نہیں بلکہ دوڑنے اور کام کرنے کا ہے" (خطبہ جمعہ ۱۴ اگست ۱۹۴۴)

بیت النصر

یہ مسجد ہماری خدا کا نشاں ہے
خدا کی عنایت کا یہ سائباں ہے

ہماری دعاوں کا، قربانیوں کا
صلہ دینے والا وہ رب جہاں ہے

بہت زور مارا کہ تعمیر نہ ہو
عدو میں مگر اتنی طاقت کہاں ہے

خدا کا یہ گھر تھا جو بن کر رہا ہے
خدا کی یہ قدرت کا زندہ نشاں ہے

بڑی خوبصورت یہ مسجد بنی ہے
جسے دیکھ کر ساری دنیا حیراں ہے

سکوں بخشتی ہے ہمارے دلوں کو
خدا کی یہ مسجد ہماری اماں ہے

بہت شکر کرتے ہیں سارے ہی مومن
خدایا تو ہم پہ سدا مہرباں ہے

خواجہ عبدالمومن

اوسلو

پیشگوئیوں کا ایک عجیب دستور

احمد شاہ صاحب از رسالہ تائید حق (مرسلہ مبارک احمد شاہ صاحب)

اللہ پاک کی طرف سے جو بذریعہ الہام یا وحی کی غیب کی خبریں بتائی جاتی ہیں وہ اکثر ایسے الفاظ میں ہوتی ہیں کہ ان کے دو رخ ہو جاتے ہیں اور غور کرنے والے ایک ابتلا میں پڑ جاتے ہیں اور عقل سلیم والے سچی باتوں کو مان لیتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے۔ وہ حق کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ حق سے اور دور جا پڑتے ہیں۔ حضرت پیغمبر محمد مصطفےٰ ﷺ کے بارہ میں جو پیشگوئیاں بائبل میں درج ہیں ہماری آنکھوں میں وہ کیسی کھلی شہادتیں درج ہیں۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ خداوند اعیسائی کیوں ایسے اندھے ہیں۔ جو ایسی کھلی کھلی پیشگویوں پر غور کر کے حضرت پیغمبرِ خدا ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔ لیکن کیا عیسائیوں کو بھی وہ پیشگویاں صاف اور کھلی معلوم ہوتی ہیں۔ ہر گز نہیں اگر ان سے بحث کرو اور صاف کھول کر دکھا بھی دو۔ تو وہ ہر گز قبول نہیں کرتے دل کچھ حق کی طرف جھک بھی جاتا ہے۔ لیکن زبان حق کو قبول نہیں کرتی۔ کیا یہ ممکن نہیں تھا۔ کہ اللہ جل شانہ اس طور سے بائبل میں بیان فرماتا ہے۔ کہ فلاں زمانہ میں ملک عرب کے شہر مکہ میں ایک آدمی پیدا ہو گا جس کے باپ کا نام عبد اللہ اور ماں کا نام آمنہ ہو گا اور اس شخص کا حلیہ یہ ہو گا۔ پس جب پیدا ہو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہے۔ اگر ایسا بیان ہوتا۔ تو کیا کسی فکر کو دم مارنے کی جگہ ہوتی لیکن ایسا نہیں کہا گیا۔ یہ دار الابتلا ہے۔ یہ دار الامتحان ہے۔ یہاں سب باتیں کھول کر دکھائی نہیں جاتی ہیں۔ خود جناب پیغمبرِ خدا ﷺ نے جو غیب کی خبرئیں بیان فرمائیں اکثر وہ ایسے الفاظ میں ہیں کہ مطلب سمجھ میں نہ آیا۔ لیکن ایمانداروں نے ان کو پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا تو سمجھ گئے کہ اس کا مطلب اصل میں یہ تھا۔ اکثر پیشگوئیاں ایسی پوری ہوتی ہیں جس طرح خواب کی پوری ہوتی ہیں۔ ہم چند روایات صحیحہ پیش کرتے ہیں۔ ناظرین اس پر غور فرماویں۔ حضرت پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا۔ کہ میرے بعد میری بیبیوں میں جسکے لمبے ہاتھ ہیں پہلے وہ انتقال کریں گی۔ حضرت سے یہ پیشگوئی سن کر بیبیاں آپس میں ہاتھ ناپنے لگیں۔ حضرت ﷺ نے کسی کو ہاتھ ناپنے سے روکا بھی نہیں۔ حضرت ﷺ کی

رحلت کے بعد پہلے حضرت بی بی زینب نے رحلت فرمائی لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ حضرت بی بی سودہ کا ہاتھ سب سے لمبا تھا۔ بی بی زینب کا ہاتھ لمبا نہ تھا۔ آخر ایک صاحب کو یہ بات سوجھی۔ کہ سب بیبیوں میں حضرت بی بی زینب بڑی سخی تھیں۔ پس لمبے ہاتھ کے معنے سخاوت وایثار کے ہوئے۔ سب نے اس تاویل کو مان لیا اور سمجھ گئے کہ حضرت ﷺ کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ حضرت پیغمبرِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ حرم کعبہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا جائے گا۔ جب حضرت عبداللہ ابن زبیر شہید ہوئے تو سب نے سمجھا کہ مینڈھے سے مراد حضرت عبداللہ ہی تھے۔ گو پیشگوئی میں مینڈھے کا لفظ تھا۔ کسی انسان کا اشارہ تک نہ تھا۔ اس زمانہ کے مسلمانوں کو یہی خواہش رہتی تھی۔ کہ حضرت کی پیشگوئی کو آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ کر ایمان کو تازہ کریں اگر وہ حضرات مینڈھے کے منتظر رہتے۔ تو آج تک منتظر ہی رہتے۔

آنحضرت ﷺ کو دکھایا گیا کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو سونے کے کنگن ہیں۔ اور آپ نے ان کو پھونک سے اڑا دیا۔ آخر اسکے معنے یہ ہوئے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دو جھوٹے دعویدار نبوت کھڑے ہوئے۔ اور دونوں جیسا کہ کذاب اور مفتری کی سزا ہوتی ہے اس کو پہنچے یعنی تباہ اور برباد ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ ایک بہشتی انگور کا خوشہ آپ کو ابوجہل کے لئے دیا گیا ہے۔ آپ اسکی تعبیر یہ سمجھے کہ شاید ابوجہل مشرف بہ اسلام ہو گا۔ لیکن بات یہ ثابت ہوئی کہ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے مشرف بہ اسلام کیا۔ اور وہ ایک جلیل القدر صحابی ثابت ہوئے۔ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا ﷺ کو دکھایا گیا۔ کہ آپ ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہے ہیں جہاں کھجور کے بہت درخت ہیں۔ چنانچہ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ میرا خیال اس طرف گیا۔ کہ شاید وہ یاہجر ہو گا لیکن آخر وہ مدینہ نکلا۔

حضور ﷺ نے دیکھا کہ گائیں ذبح ہوئیں۔ لیکن مراد اس سے صحابہ کی شہادت جنگ احد میں تھی۔

غرض زیادہ مثالیں لکھنے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک مثال لکھی جاتی ہے اس پر غور کرنے والے بہت نفع اٹھا سکتے ہیں۔

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آج رات کو میں نے خواب میں دیکھا۔

کہ میں کعبہ کے پاس ہوں۔ اور وہاں مجھے ایک شخص گندم گوں نظر آیا مردوں میں سے اول درجہ کا معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بال ایسے صاف معلوم ہوتے تھے کہ جیسے کنگھی کی ہوتی ہے۔ اور ان سے پانی ٹپکتا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ شخص دو آدمیوں کے مونڈھوں پر تکیہ کر کے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہے پس میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو مجھ سے کہا گیا۔ کہ یہ مسیح ابن مریم ہے۔ پھر اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے بال مونڈے ہوئے ہیں۔ اور داہنی آنکھ اس کی کانی ہے۔ گویا آنکھ اسکی انگور پھولا ہوا بے نور ہے ان لوگوں سے بہت ملتا ہوا جو میں نے ابن قطن کے ساتھ دیکھے تھے۔ وہ بھی دو شخصوں کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

اب یہاں غور کرنے کی بات ہے۔ کہ پیغمبروں کا خواب بھی ایک قسم کا الہام یا وحی ہے۔ اس میں غلطی کو دخل نہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے خواب ہی دیکھا تھا۔ جسکی صحت پر حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تھے۔ اب یہاں پر غور طلب مضمون یہ ہے کہ حضرت ابن مریم اگر خانہ کعبہ کا طواف کریں تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دجال تو کافر ہو گا۔ اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ کعبہ تک اس کا گزر بھی نہ ہو گا۔ پھر وہ کیوں کعبہ کا طواف کرنے لگا۔ علماء اس بات پر غور کرنے لگے تو یہ بات طے ہوئی کہ طواف کے معنے چکر دینے کے ہیں پس اس سے یہ مطلب ہوا کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ ہدایت کو چاروں طرف پھیلائینگے۔ اسی طرح دجال چاروں طرف گمراہی پھیلائے گا۔ غرض جب پیشگوئیوں کا یہ دستور معلوم ہوا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ضروری نہیں کہ ظاہری لفظوں کی پابندی کی جائے۔ بلکہ انکی عمدہ اور معقول تاویل کرنی چاہئے۔ اب جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب یہ فرماتے ہیں۔ کہ عیسیٰؑ کے نازل ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ امت محمدی میں کوئی عیسیٰ صفت پیدا ہو گا۔ اس پیش گوئی کی تاویل معقول یہ ہے۔ دجال یک چشم سے مراد آج کل کے پادری ہیں۔ جن کی ایک آنکھ ہے جو دنیوی نفع اور ترقی کو دیکھ سکتی ہے۔ اور دین و آخرت کے دیکھنے والی آنکھ ندارد ہے۔ دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے۔ جس پر یہ قوم گمراہی لیکر سارے جہاں میں گشت لگاتی پھرتی ہے۔ یاجوج وماجوج سے مراد انگریز و روس ہیں۔ جو قدرت خدا سے رکے ہوئے تھے۔ لیکن اب وہ پھیل پڑے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سلطنتوں پر قبضہ کر

لیاہے۔ غرض حضرت اقدس کی خوبصورت تاویلوں کو کہاں تک بیان کریں۔ جس کو شوق ہو وہ حضرت کی بیمثل تصنیفات ازالہ اوہام۔ شہادت القرآن منگا کر دیکھے۔ اور لطف اٹھائے خدا جانتا ہے۔ عجیب لطف ملتا ہے بے اختیار دل کہنے لگتا ہے۔ کہ بیشک یہی مطلب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا تھا۔ بعض آدمیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اب تک یہ بات کسی دوسرے کو کیوں نہ سوجھی۔ کیا اہل اسلام میں کوئی عالم نہیں ہوا۔ کیا جناب مرزا صاحب سب سے بڑھ کر ہیں۔ کہ انہیں پر یہ مطلب کھولے گئے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر چیز کے لیے ایک وقت ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے۔ تب وہ بات اللہ اپنے کسی بندے کو سمجھا دیتا ہے۔ بڑے بڑے علماء اور فلاسفر اس جہاں میں گزرے ہیں۔ لیکن جب اللہ کو منظور ہوا۔ اس وقت اپنے ایک بندے کے دل میں یہ ڈال دیا۔ کہ ریل گاڑیاں چلائی جائیں۔ اور تار برقی سے اس طرح کام لیا جائے۔ اس سے کچھ یہ ضروری نہیں کہ ریل گاڑی اور تار برقی کا موجود ہونا سب عقلاء سے زیادہ عقل والا تھا۔ یہ سب کارخانے خدا کے ہیں۔ جس کو چاہتا ہے۔ اپنے بھیدوں میں سے ایک بھید سے واقف کر دیتا ہے۔

اگلے مسلمان قیامت کے قریب جو باتیں پیش آنیوالی ہیں۔ ان کو جس طرح سرور عالم ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ ویسا ہی اجمالی طور پر مانتے آئے۔ اسکی تفصیل پر اور اسکی حقیقت پر غور نہیں کیا۔ تو اس میں انکا کوئی قصور نہیں۔ اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ وہ باتیں اپنے وقت سے قبل کسی پر کھلیں۔ ہاں جب زمانہ آگیا۔ اور جب اس مجدد زمانہ کو پیدا کیا۔ جس کا نام اس نے روحانی عالم میں مسیح ابن مریم رکھا تھا۔ تو اس اپنے پیارے بندے پر بذریعہ الہام کے ان بھیدوں کو کھول دیا۔ مبارک ہیں۔ وہ جو اس نیک بندے پر نیک گمان ہیں۔ ان کو نیک گمانی کا بھی ثواب ملے گا۔ الہام حق جھٹلانے کے گناہ سے بھی بچ جائیں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ان مبارک بندوں نے نہ صرف مجدد زمانہ امام الوقت ہی کو سچا مانا۔ بلکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کی حدیث کو بھی سچا مانا نہ صرف اپنی آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے دیکھ بھی لیا۔ فالحمد اللہ علیٰ ذالک یہاں پر یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔ کہ کیا حضرت کی پیشگوئیوں کی ایسی تاویل کسی نے کی بھی ہے۔ تو ہم بتاتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر لو۔ مثال ہم دیتے ہیں۔ اس پر غور کرو اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔

حضرت پیغمبر خدا ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص تھا۔ جو ابن میاد کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو جنون سے کچھ تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ غیب کی خبریں بتلاتا تھا۔ بعض باتیں دل کی بھی سمجھ جاتا تھا۔ غرض اس قسم کے عجیب کام اس سے دیکھ کر صحابہ سمجھنے لگے۔ کہ ہو نہ ہو دجال یہی ہے۔ ایک بار تو حضرت عمرؓ نے جناب پیغمبر خدا ﷺ کے حضور میں قسم کھا کر کہا ضرور ابن میاد ہی دجال معہود ہے۔ صحیحین میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بیان سن کر سکوت کیا۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی کہ ابن میاد کو قتل ہی کر ڈالیں کہ دجال معہود کا قصہ ہی تمام ہو جائے۔ لیکن حضرت ﷺ نے یہ فرمایا کہ اگر ابن میاد ہی دجال ہے تو اس کے مارنے والے عیسیٰ ہیں۔ اور اگر وہ دجال نہیں ہے تو ناحق ایک بے گناہ کے قتل کا بوجھ سر پر کیوں لیا جائے۔ اب اس ابن میاد کا قصہ سنیئے۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے۔ کہ وہ ایک بار ابن میاد کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے۔ راہ میں ابن میاد نے شکایت کے طور پر ابو سعید خدری سے کہا۔ کہ لوگ لوگوں (یعنی صحابہؓ) کی ان باتوں سے مجھ کو بہت دکھ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ دجال میں ہوں اور تم جانتے ہو۔ کہ اصل حال اسکے خلاف ہے۔ تم نے سنا ہو گا کہ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ کہ دجال لاولد ہو گا اور میں صاحب اولاد ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو گا۔ اور میں مدینہ سے تو آتا ہوں۔ اور مکہ کو جاتا ہوں۔ اب سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ ابن میاد نے مدینہ میں انتقال فرمایا۔ اور مسلمانوں نے اسکے جنازے کی نماز پڑھی۔

اب ناظرین غور کریں کہ حضرت عمرؓ کس پایہ اور رتبہ کے صحابی ہیں۔ حضرت پیغمبر خدا ﷺ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا۔ تو وہ عمرؓ ہوتے۔ پھر حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ خدا کے فرشتے حضرت عمرؓ کی زبان پر کلام کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کے عالی رتبہ ہونے کو کس طرح ظاہر کر رہا ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کو کیا ہو گیا تھا۔ کہ ایک مسلمان صاحب اولاد ساکن مدینہ کو دجال معہود سمجھتے رہے۔ اور اسکے قتل کی اجازت مانگتے رہے۔ اے بھائیو ذرا انصاف کرو۔ خدا کے واسطے انصاف کرو کیا حضرت عمرؓ نے وہ حدیثیں نہیں سنی تھیں۔ کہ دجال کے ساتھ ساتھ بہشت دوزخ چلے گا۔ سارے جہاں کے خزانے اسکے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ جس کھیت کو بار آور ہونے کو کہے گا۔ وہ فوراً پھل لائیگا۔ اس کا گدھا ستر باع لمبا ہو گا۔ اور مثل بادل

کے تیز چلے گا۔ بتلایئے تو سہی حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ باوجود نشانیوں کے متذکر بالا کے کوئی نشان نہیں دیکھتے تھے اور پھر بھی ابن میاد کو دجال ہی خیال کرتے رہے۔ حضرت عمرؓ نے توسب سے بڑھ کہ یہ کمال کیا۔ کہ ابن میاد کے دجال ہونے پر حضرت رسول کریم ﷺ کے سامنے قسم تک کھالی۔

آخر کوئی سبب تو بتاو اگر ذرہ برابر انصاف ہے تو یہی کہوگے۔ کہ یہ صحابہ پیش گوئیوں کے لفظ لفظ کی پابندی اور ظاہری طور سے سب باتوں کے ہونے کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ ابن میاد میں گمراہی کی باتیں دیکھیں جن سے ہندگان خدا میں بے ایمانی اور فساد کے پھیلنے کا خوف تھا۔ پس حضرت ﷺ کی پیش گوئی کے پورا ہوتے دیکھنے کا ایسا شوق ان کے دلوں پر غالب تھا۔ کہ فوراً یہی کہنے لگے کہ ابن میاد ہی دجال ہے۔ حضرت عمرؓ اور دوسرے اصحابی یہ اجتہاد کریں۔ کہ ابن میاد ہی دجال معہود ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ گو زمانہ نے ثابت بھی کر دیا۔ کہ ابن میاد ایک بندہ مومن تھا اور مومن مرا۔ ہر گز ہر گز اسکی پیشانی پر ک۔ف۔ ر لکھا ہوا نہ تھا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب یورپین پادریوں کو جن کی پیشانی پر حقیقت میں ک۔ف۔ ر لکھا ہوا ہے (اگر روحانی آنکھیں ہیں تو پڑھو) جو حقیقت میں ڈراتے دھمکاتے للچاتے ہیں۔ جنکا گدھا حقیقت میں ستر باع لمبا اور بادل کی طرح تیز چلنے والا ہے۔ اور حقیقت میں کعبہ کی چاروں طرف چکر لگا کر یعنی سارے جہان میں گمراہی پھیلانے میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ جو خدائی کاموں میں دخل اندازی کر کے گویا خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور خدائی کتاب میں تحریف و تبدیل کر کے گویا نبوت کا دعویٰ ہیں۔ اور جو سچ مچ ایک چشم ہیں۔ سوا روٹی اور مکھن کے اس عالم کی طرف دیکھ ہی نہیں سکتے۔ گویا وہ آنکھ جس سے خدا پرستی آتی ہے۔ کافی ہے۔ غرض اس قدر مشابہت رکھتے ہوئے پادریوں کو دجال معہود کہا تو حضرت مرزا صاحب کے اجتہاد میں غلطی ہے۔ تو تم خوشی سے اسی دجال کے منتظر رہو۔ جو کچھ عرصہ پر (کے لیے خدائی کا ٹھیکہ لے گا۔ اور حقیقت میں ستر باع لمبے گدھے (نامعلوم وہ گدھا کس گدھی کا بچہ ہوگا چڑھ کر عجیب و غریب کرشمے دکھاتا پھرے گا۔ لیکن حضرت اقدس کے بارے میں اتنا ہی کہو جو جناب حضرت عمرؓ کے بارے میں کہتے ہو۔ کہ اجتہادی غلطی ہوئی۔ حضرت عمرؓ نے ابن میاد کو دجال سمجھا۔ اور دجال ثابت نہ ہوا۔ فرض کرو کہ مرزا صاحب نے پادریوں کو دجال سمجھا اور تمہارا وہ دراز قد (پانچ سو فیٹ لمبے گدھے پر چڑھیگا وہ بھی

آخر چار پانچ سو فیٹ لمبا ہو گا) دجال کہیں سے نکل بھی آیا تو یہی ہو گا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا یہ اجتہاد غلط ثابت ہو گا۔ لیکن کیا اجتہاد کی غلطی موجب تکفیر ہوتی ہے۔ اس کی مسجد والا جاہی میں حضرت مرزا صاحب سے بیعت کر لینے کے بعد جب میں نے درود شریف کا وعظ کہنا چاہا تو روک دیا گیا۔ جب میں وہاں سے چلا تو ایک مسلمان باایمان نے مجھ کو کہنا شروع کیا۔ "یہ کافر ہے کافر ہے۔ یہ دجال ہے۔ یہ دجال ہے۔" میں نے دل میں سوچا۔ کہ یہ شخص بھی ہمارے ہی دعویٰ کی تائید کرتا ہے کیونکہ نہ میں ایک چشم تھا۔ نہ ستر باع کے گدھے پر سوار تھا نہ زندہ کو مردہ نہ مردہ کو زندہ کرتا تھا۔ پھر وہ بھلا آدمی مجھ کو دجال کیوں کہتا تھا۔ صرف اسی وجہ سے کہ اس نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ میں حضرت اقدس مرزا صاحب کا متبع ہونے کی وجہ سے گمراہ ہو گیا اور گمراہی پھیلانا چاہتا ہوں۔ پھر جب وہ ایک کلمہ گو کو اہل قبلہ کو جو فوراً نماز جمعہ پڑھ کر درود شریف کے فضائل بیان کرنا چاہتا تھا۔ دجال کہنا جائز سمجھتا تھا۔ تو پھر اگر ہم نے عیسیٰ پرست قوم کو جو گمراہ کرنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتی دجال کہا۔ تو یہ بیجا کیا۔ اے خدا ہماری قوم کو کچھ بھی سمجھ عطا فرما۔ ان کے دماغ کو گوداعنایت فرما۔ کہ کچھ حق وباطل میں تمیز کر سکیں۔

جاگ اے شرمسار! آدھی رات

اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی

باخبر، ہوشیار! آدھی رات

(چوہدری محمد علی مضطر عارفی)

انصار اللہ کوئز

اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ ذیل میں دیے گئے سوالات کے جوابات رسالہ چھپنے کے ایک ماہ کے اندر دیں۔ صحیح جوابات دینے والوں کے نام اگلے شمارے میں شائع کئے جائیں گے۔

۱۔ تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ آنحضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے نبوت کا اعلان کب کیا ؟

۳۔ حضرت سیّد احمد شہید کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کیا تعلق ہے ؟

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لمبی عمر پانے کا کیا نسخہ بیان فرمایا ہے ؟۔

۵۔ نارتھ پول کی کیا اہمیت ہے ؟

۶۔ مسجد بیت النصر کا یورپ کی مساجد میں کونسا نمبر ہے۔ اور اس کی تعمیر پر کیا لاگت آئی ؟

۷۔ ایم ایم احمد کیوں مشہور ہیں ؟

۸۔ ایم ٹی اے کا آغاز کب ہوا ؟

انتخاب

اس کالم میں مختلف اخبارورسائل میں چھپنے والے مفید مضامین مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

فرشتے اترتے ہیں

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۳۹ھ، ۱۸۲۲ء) فرماتے ہیں کہ:

”میں جس زمانے میں دہلی کہنہ میں رہتا تھا کوچہ انبیاء میں ایک سید کے گھر ایک پوربی باندی رہتی تھی جو بالکل جاہلہ تھی اور نماز کی بھی پابند نہ تھی چونکہ وہ عمر رسیدہ ہوگئی تھی اور گھر کے تمام صاحبزادوں پر اپنا حق رکھتی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس کی بڑی خدمت اور دیکھ بھال کرتے تھے جب اس کا آخری وقت ہوا تو وہ ایک آواز پوربی لہجے میں بلند کرتی تھی جس کا مطلب، مفہوم کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ حکماء وصلحاء کو بلا کر دریافت کیا گیا کچھ نہ معلوم ہوا۔ آخر میرے چچا شاہ اہل اللہؒ کے بلانے کی نوبت آئی۔ وہ تشریف لے گئے انہوں نے معلوم کر لیا کہ اس کی زبان سے لاتخافی لاتحزنی (اے عورت مت خوف کر مت غمگین ہو) نکل رہا ہے، چچا صاحب نے اس کے تیمارداروں سے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہ الفاظ کس وجہ سے کہہ رہی ہے۔ بڑی کوشش کے بعد اس نے جواب دیا کہ ایک جماعت (فرشتوں کی آئی ہوئی ہے اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل رہے ہیں جو میری زبان پر آ گئے) ۔ پھر آپ نے دریافت کرایا کہ کیا تو ان الفاظ کا مطلب سمجھ رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے تو بس اتنا محسوس ہو رہا ہے کہ یہ جماعت مجھے تسلی دے رہی ہے۔ پھر چچا صاحب نے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کس عمل کی وجہ سے یہ تسلی دی جا رہی ہے؟ اس نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ یہ حضرات کہہ رہے ہیں کہ

تیرے پاس اور اعمال خیر تو نہیں ہیں، البتہ تو ایک دن موسم گرما میں گھی لینے کے لئے بازار گئی تھی جب تو نے گھی لا کر گھر میں جوش دیا تو اس میں سے ایک روپیہ نکلا۔ اول تو نے چاہا کہ اس روپے کو چپکے سے اپنے پاس رکھ لے، اپنے کام میں لائے اس لئے کہ کسی کو اس راز کی خبر نہ تھی، پھر یہ خیال کر کے کہ حق تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے تو نے وہ روپیہ دکاندار کو لوٹا دیا۔ تیرا یہ عمل اللہ کے یہاں پسند ہوا، اسی کی وجہ سے ہم تجھ کو بشارت دے رہے ہیں"۔ (ماہنامہ دار العلوم جلد ۸ شمارہ ۲ صفحہ ۴۰۔ بحوالہ جواہر پارے از مولانا نعیم الدین مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور صفحہ ۱۵۶)

خواجہ حسن نظامی دہلوی کا بیان ہے کہ

" آج سے بیس پچیس سال پہلے ایک بزرگ پیلی بھیت میں رہتے تھے۔ جن کا اسم گرامی حضرت میاں محمد شیر تھا۔ اس زمانے میں چار بزرگ ہندوستان میں بہت مشہور تھے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آباد میں، اور حضرت وارث علی شاہ صاحب دیوہ میں اور حضرت غوث علی شاہ صاحبؒ پانی پت میں اور حضرت میاں محمد شیر صاحبؒ پیلی بھیت میں۔ مجھے اس زمانے میں تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بہت شوق تھا۔ اور میں مسلسل دو برس سے ان اعمال کی کوشش کر رہا تھا اور جو شخص جو طریقہ تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا بتاتا تھا اس پر محنت کرتا تھا۔ سردی کے موسم میں دریا کے پانی کے اندر آدھی رات کو کھڑے ہو کر عمل پڑھنے سے گردوں میں تکلیف ہو گئی تھی۔ ترک حیوانات کے چلوں سے جسم مرجھا گیا تھا۔ اور ایک طرح کا جنون اور خبط میرے اندر پیدا ہو گیا تھا۔ یکایک میں نے سنا کہ پیلی بھت میں حضرت میاں محمد شیر تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کے بہت بڑے عامل ہیں۔ اس واسطے میں دہلی سے ریل میں سوار ہو کر پیلی بھیت گیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے دل میں صرف تسخیر ہمزاد اور تسخیر جنات کا شوق تھا۔ خدا پرستی یا خدا جوئی کا کچھ بھی خیال نہ تھا۔ جب میں پیلی بھیت کے اسٹیشن پر اترا تو میرے پاس صرف چار پیسے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے۔ اس لئے میں نے ایک آنہ کے امرود خرید لئے اور شاہ صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ مٹی سے بنا ہوا ایک کچا چبوترا ہے اور اس پر کوئی فرش نہیں ہے۔ چبوترے کے اوپر ایک دروازہ ہے اور اس کا آدھا کواڑ کھلا ہوا ہے۔ اور چوکھٹ کے پاس ایک چھوٹی سی منڈھیا بچی ہوئی ہے اور سانولے رنگ کے چھوتے قد کے ایک بزرگ اس منڈھیا پر بیٹھے ہوئے ہیں جن کی سفید لمبی داڑھی ہے اور گاڑھے کا لباس ہے اور نیلے گھاڑھے سے ایک چھوٹی سی پگڑی سر پر بندھی ہوئی ہے۔ میں نے جا کر سلام کیا اور امرود ان کے قدموں میں رکھ دیئے۔ اور جہاں اور بہت سے لوگ مٹی کے چبوترے پر بیٹھے تھے میں بھی وہیں بیٹھ گیا۔ شاہ صاحب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہو میاں دہلی میں خیریت ہے؟ میں نے گستاخانہ انداز میں عرض کی، جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں دہلی سے آیا ہوں تو یہ بھی معلوم ہو گا کہ دہلی میں خیریت ہے یا نہیں۔ یہ سن کر شاہ صاحب مسکرائے اور فرمایا ہم تو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کا نام لینے والوں میں سے ہیں۔ جہاں کے تم رہنے والے ہو اور جن کے تم کہوتے ہو۔ یہ امرود کیوں لائے ہو؟ میں نے کہا جن کا نام ابھی آپ نے لیا ہے کہ آپ ان کا نام لینے والے ہیں۔ انہی کی نصیحت ہے کہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیے۔ شاہ صاحب پھر مسکرائے اور فرمایا کہ جب چار ہی پیسے پاس ہوں تو انسان انہیں کیوں خرچ کرے۔ تھوڑی دیر کے بعد نینی تال پہاڑ کے کچھ آدمی ایک عورت لائے اور اس کو چبوترے کے نیچے بیٹھایا۔ اس عورت کی آنکھیں لال تھیں اور وہ بہک رہی تھی۔ ساتھ والوں نے کہا اس عورت پر آسیب ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا تیل منگاؤ۔ تھوڑی دیر میں تیل آ گیا۔ شاہ صاحب نے اس تیل کو نہ اپنے ہاتھ میں لیا اور نہ اس کو دیکھا، نہ اس پر کچھ دم کیا۔ تیل کے آتے ہی فرمایا کہ ایک ایک قطرہ تیل کا عورت کے دونوں کانوں میں ڈال دو۔ فوراً تعمیل کی گئی۔ تیل ڈالتے ہی عورت اچھی ہو گئی، آنکھوں کی سرخی جاتی رہی اور اس کے حواس درست ہو گئے۔ شاہ صاحب پھر مسکرائے اور مجھ سے فرمایا لوگ کہیں گے کہ یہ عورت میری کرامت سے اچھی ہوئی ہے حالانکہ اس میں میری کوئی کرامت نہیں ہے۔ میں نے تو تم نے دیکھا تیل پر کچھ پڑھا بھی نہیں اور اس کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ دراصل عورت کے دماغ میں خشکی تھی، تیل ڈالنے سے وہ خشکی جاتی رہی اور عورت تندرست ہو گئی۔

میں نے کہا جاننے والے سب جانتے ہیں۔ آپ کے بہلانے اور ٹالنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ یہ سن کر شاہ صاحب نے پھر تبسم فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد کیا، جب ہم تمہاری عمر میں تھے تو ہمزاد اور جنات تابع کرنے کا بہت شوق تھا۔ ہمیں ایک شخص نے تسخیر جنات کا عمل بتایا اور ہم نے مسجد میں جا کر اس کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک غیبی چیز نے ہم کو مسجد کے بوریئے میں لپیٹ کر کونے میں کھڑا کر دیا اور ہم بہت مشکل سے بوریئے سے باہر نکلے اور ہم نے بوریئے کو پھر بچھا دیا اور پھر عمل پڑھنا شروع کیا اور اور پھر ہم کو کسی نے بوریئے میں لپیٹ کر کھڑا کر دیا۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ چوتھی دفعہ ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور اس نے کہا میں جن ہوں تو یہاں کیوں بیٹھا ہے اور کیا پڑھ رہا ہے؟ ہم نے کہا جنات اور ہمزاد کو تابع کرنے کا عمل پڑھ رہا ہوں۔ اس آدمی نے کہا ارے دیوانے تو خدا کا تابعدار بن جا ساری مخلوق تیری مسخر اور تابعدار بن جائے گی اور ہم جنات بھی خدا کی مخلوق ہیں ہم تیرے تابعدار ہو جائیں گے۔ اس دن سے ہم نے تو میاں جنات اور ہمزاد کی تسخیر کے عملیات چھوڑ دیئے اور خدا کے دروازے پر آن بیٹھے۔ شاہ صاحب کی یہ بات سن کر میرے دل کی آنکھیں کھل گئیں اور ایک کانٹا نکل گیا جو دو برس سے میرے خیال میں چبھا ہوا تھا اور اس دن میں نے عہد کیا کہ اب خدا کی تابعداری کے سوا اور کسی چیز کی تسخیر کا عمل نہیں پڑھوں گا۔ وہ دن اور آج کا دن پھر میں نے اس شوق کی طرف توجہ نہیں کی"

(ماہنامہ "درویش" لاہور فروری ۱۹۹۸، صفحہ ۸۴ تا ۸۶)

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲ فروری ۱۹۹۹ تا ۱۸ فروری ۱۹۹۹)

آج کے مسلمان

امیر اسلام ہاشمی کی نظم سے دو بند۔

مکاری و عیاری و غداری و ہیجان

اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان

قاری اسے کہنا تو بڑی بات ہے یارو

اس نے تو کبھی کھول کے دیکھا نہیں قرآن

*

کردار کا گفتار کا اعمال کا مومن

قائل نہیں ایسے کسی جنجال کا مومن

سرحد کا ہے مومن کوئی بنگال کا مومن

ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں قرآن کا مومن

(ماہنامہ حکایت لاہور۔مارچ ۷۶ء صفحہ ۲۶)

تجدید اسلام اور تجدید نکاح کریں

چوہدری اظہر شاہد فیصل آباد کا سوال:

"ہمارے گھر کے قریب ایک آدمی فوت ہو گیا۔اس کی نماز جنازہ میں ہم سب لوگ شریک ہوئے اور پھر اپنے اپنے کام سے چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص قادیانی تھا اور اسے ربوہ میں دفن کرنے کے لئے لے گئے۔ کسی مولوی صاحب نے بتایا کہ جس جس آدمی نے اس نماز جنازہ میں شرکت

کی ہے وہ اپنے نکاح دوبارہ پڑھوائیں تو معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا ہمیں بھی دوبارہ نکاح کروانا پڑے گا اور کیا نکاح پر نکاح جائز ہے؟

مفتی محمد حسام اللہ شریفی کا جواب بعنوان "کتاب وسنت کی روشنی میں": "مذکورہ صورت میں احتیاط اسی میں ہے کہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح کر لیا جائے اور یہ نکاح پر نکاح نہیں کہلاتا"۔

(ہفت روزہ اخبار جہاں، کراچی، ۲۹/ دسمبر ۱۹۹۷ء صفحہ ۵۶)

مسلمان دنیا بھر کا جو گناہ مرضی کر لیں اسلام اور نکاح قائم رہتا ہے لیکن اگر کلمہ گو احمدی کا جنازہ نیک نیتی سے بھی پڑھ لیں تو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ یہ کونسی کتاب اللہ اور کونسی سنت کا حکم ہے؟ قابل غور بات ہے۔

محمد بلال صاحب معاون مدیر ماہنامہ 'اشراق' لاہور کی زبانی ایک **"پیر طریقت"** کی کہانی یوں بیان کرتے ہیں

" ایک دفعہ میں اپنے چند بے تکلف دوستوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں ایک پیر پرست صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ ان صاحب نے کہا ہمارے فلاں پیر صاحب بہت بڑے ولی ہیں اور بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا ولی یعنی دینی لحاظ سے ایک بڑا آدمی ہونے کا معیار کیا ہے؟ انہوں نے کہا، سنا ہے کہ ہمارے پیر صاحب ہوا میں اڑتے تھے۔ میں نے کہا، بس اڑتے تھے یا کسی کو ساتھ اڑاتے بھی تھے۔ میرے اس سوال پر حیران ہو گئے اور میرا سوال بے جواب ہی رہا۔ میں نے کہا، سائنس دانوں نے ہوائی جہاز بنا دیا ہے، اس میں پائلٹ اڑتا ہے اور ساتھ ہمیں بھی اڑاتا ہے۔ وہاں ہمیں جوس بھی پلائے جاتے ہیں، پڑھنے کے لئے اخبار اور رسالے بھی دئے جاتے ہیں اور بڑی آرام دہ سیٹوں پر بیٹھایا جاتا ہے۔ آپ کے مقرر کردہ معیار کے مطابق دیکھیں تو یہ سائنس دان اور پائلٹ زیادہ بڑے "ولی" ہیں؟ اس کا جواب بھی خاموشی تھا۔ میں نے کہا، خدا نے آدمی کو فضیلت کا معیار تقویٰ قرار دیا ہے۔

آپ ان پیر صاحب کا کوئی تقویٰ سے متعلق واقعہ سنائیں تو اس کی کوئی دینی لحاظ سے اہمیت ہو گی ورنہ محض ہوا میں اڑنا تو بس ایک فن ہے۔ اس کا دین سے کیا تعلق"

("اشراق" نومبر ۱۹۹۸ صفحہ ۱۷)

طلاق نہ ہونے کا دلچسپ حیلہ۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے مولوی وحید الدین سلیم صاحب کے سامنے ذکر کیا کہ اس نے غصہ سے اپنی بیوی سے کہہ دیا ہے کہ تجھ پر تین طلاق۔ مولوی لوگ کہتے ہیں کہ طلاق پڑ گئی اب صلح کی کوئی صورت نہیں۔ خدا کے لئے میری مشکل آسان فرمائیں۔ مولوی صاحب نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے طلاق ت سے دی تھی یا ط سے۔ اس شخص نے کہا میں تو ان پڑھ آدمی ہوں۔ مولوی صاحب نے کہا بس معلوم ہو گیا کہ تو نے ت سے "تلاق" دی تھی اور ت سے کبھی طلاق نہیں پڑ سکتی۔ کیونکہ تلاق کے معنی ہیں آ محبت کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ تو بے فکر ہو کر اپنی بیوی کو گھر لے آ اور اگر کوئی اعراض کرے تو صاف کہہ دینا کہ میں نے تو "ت" سے تلاق دی تھی۔ ("علمی مزاح" صفحہ ۱۹۸ از پروفیسر منور حسین چیمہ ناشر اسلامک اکیڈیمی گکھڑ۔ طبع اول دسمبر ۱۹۹۲)

آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! تم سے پہلی قومیں اسی لئے ہلاک کر دی گئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔

کیا آپ جانتے ہیں

روزانہ دو سے چار لیٹر پانی پینے سے آپ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔(بیمار حضرات اپنے ڈاکٹر کے مشورہ سے زیادہ پانی پئیں)۔

ڈپریشن ایک عام بیماری ہے جس کا علاج ممکن ہے۔

عجوہ کھجور گھٹلی سمیت کھانے سے بہت سی اور بیماریوں کے علاوہ دل کی بیماری بھی دور ہو سکتی ہے۔

سیب کا سرکہ بھی دل کی بیماری میں مفید ہے۔

گیس والے مشروبات کی بجائے لیموں کا شربت بہت مناسب ہے۔یہ مزاج میں نرمی پیدا کرتا ہے اور چڑچڑاپن دور کرتا ہے۔

روزانہ پانچ پھل کھانے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ان پھلوں میں اگر اواکاڈو اور چیکو بھی شامل کرلیا جائے تو نہایت مفید ہے۔

دن میں تین چار دفعہ چند منٹ لمبا لمبا سانس لینا چاہیئے تا کہ آکسیجن زیادہ مقدار میں جسم کے اندر جائے اور خون صاف ہوتا رہے۔

زیتون اور اس کا روغن صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔معدے کی تیزابیت، قبض، دمہ، اور پتھری اور بہت سی دوسری بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

مناسب مقدار میں خشک میوہ جات کا استعمال بھی صحت کے لئے اچھا ہے۔زیادہ کلیسٹرول والے افراد کاجو سے پرہیز کریں۔

جب خدا نے مجھ سے بات کی

(مرکزی خیال ماخوذ)

ارشاد عرشیؔ ملک اسلام آباد

میں جواں لڑکا تھا میری عمر تھی پچیس سال
لاأبالی سی طبیعت ملحدانہ سے خیال

ایک دن میں ساتھ کچھ یاروں کے مسجد کو گیا
سُن کے لیکچر عالمِ دیں کا بہت حیراں ہوا

عالمِ دیں نے کہا رکھتے ہیں ہم زندہ خدا
آج بھی جو اپنے بندوں سے ہے بے شک بولتا

وہ دُعا مضطر کی سن کر اس کا دیتا ہے جواب
جس سے چاہے گفتگو کرتا ہے وہ زیرِ حجاب

ڈھونڈتا ہے جو خدا کو، اُس کو پاتا ہے ضرور
جو نہ پائے تو سمجھ لے اپنی کوشش میں قصور

اپنے بندوں کو بُلاتا ہے وہ رحمان و غفور
پر نہیں پہچانتے بندے ہیں اکثر بے شعور

بعد اس لیکچر کے ہم سب مِل کے کھانے پر گئے
دیر تک ہوتے رہے زندہ خدا کے تذکرے

رات کے گیارہ بجے تھے جب میں محفل سے اُٹھا
کار میں بیٹھا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا

دل ہی دل میں کر رہا تھا میں دُعا میرے خدا
تُو اگر موجود ہے تو مجھ کو بھی جلوہ کرا

میں بھی بندہ ہوں ترا، مجھ سے بھی کوئی بات کر
شوق سے مانوں گا میں، تُو کچھ تو احکامات کر

تجھ سے ناواقف ہوں اِس کوچے میں بھی ہوں اجنبی
اُنسیت کی تجھ سے پر دل کو لگی ہے بھوک سی

لوگ کہتے ہیں کہ کر لیتا ہے تُو بندوں سے بات
اتفاق ایسا کوئی لیکن ہوا نہ میرے ساتھ

کر رہا تھا میں ڈرائیونگ اور جاری تھی دعا
یک بیک میرے ہی دل نے دی مجھے عرشیؔ صدا

”روک لے ابرار گاڑی دودھ کا پیکٹ خرید“
دل کی اس آواز پر مجھ کو ہوئی حیرت شدید

یہ عجب خواہش تھی جو اُس پل مرے دل میں اٹھی
کیونکہ مجھ کو دودھ کی بچپن سے عادت ہی نہ تھی
دفعتاً اپنی دُعا کا تب مجھے آیا خیال
غالباً مجھ سے مخاطب تھا خدائے ذوالجلال

"اے خدا کیا تو ہے یہ؟" میں نے اچنبھے سے کہا
دوسری جانب سے لیکن کوئی نہ آئی صدا

وہم اپنا جان کر روکا نہ میں نے کار کو
اور جھٹکا ذہن سے اس خواہشِ بے کار کو

پھر کسی نے دی صدا "ابرار گاڑی روک لے
اور جلدی سے اتر کر ایک پیکٹ دودھ لے"

میں نے سوچا کیوں نہ لے لوں ایک پیکٹ دودھ کا
گر خدا کا حکم ہے تو ہے بہت آسان سا

میں نے اِک پیکٹ خریدا اور گھر کو چل دیا
راستے میں تھا کہ پھر دل سے مرے اٹھی صدا

"چوک سے دائیں طرف کو موڑ لے گاڑی ذرا"
میں نے سوچا اس علاقے سے نہیں میں آشنا

بس یہی کچھ سوچ کر تیزی سے آگے بڑھ گیا
موڑ لے گاڑی کو واپس دل نے لیکن پھر کہا

"اے خدا کیا تُو ہے یہ؟" میں نے اچنبھے سے کہا
دوسری جانب سے لیکن کوئی نہ آئی صدا

الغرض واپس مُڑا اور دائیں جانب کو گیا
گھپ اندھیرا تھا گلی میں جاگتا کوئی نہ تھا

میں نے مولا سے کہا لے اس گلی میں مڑ گیا
مجھ سے تو کیا چاہتا ہے کچھ نہیں لیکن پتہ

دل میں پھر خواہش اُٹھی ابرار گاڑی روک لے
آخری کونے پہ جو گھر ہے وہاں یہ دودھ دے

دل کی یہ آواز سُن کر میں پریشاں ہو گیا
ہر طرف تھی خامشی اور وقت آدھی رات کا

اب کے میرے نفسِ سرکش نے شروع کر دی اَڑی
اے خدا اس حکم کی تعمیل ہے مشکل بڑی

میں اگر گھنٹی بجاؤں گا بگڑ جائیں گے وہ
طیش میں آ کر یکا یک مجھ سے لڑ جائیں گے وہ

پھر کہا دل نے کہ جا ابرار اُن کو دودھ دے
تجھ کو تو خواہش تھی مولا کی اطاعت تو کرے

بادلِ نخواستہ نکلا میں اپنی کار سے
اور زیرِ لب کہا اُس خالقِ سنسار سے

حکم ہے تیرا اگر تو لازماً جاؤں گا میں
گو یقیں ہے مجھ کو مولا، آج پِٹ جاؤں گا میں

گر تری خواہش یہی ہے، آج ہو ذلت مری
نصف شب کو اس محلے میں بنے دُرگت مری

میں مگر سہہ لوں گا یہ تیری اطاعت کے لئے
تیری قربت کے لئے، تیری رفاقت کے لئے

تا میں دیکھوں واقعی تو قائم و موجود ہے
کھوج میں ہوں میں تری، تُو ہی مرا مقصود ہے

میں بجا دیتا ہوں گھنٹی حکم کی تعمیل میں
تیری خواہش ہے تو میں راضی ہوں اِس تذلیل میں

الغرض گھنٹی بجائی میں نے اور دستک بھی دی
زور دار آواز پھر میں نے سنی اِک مرد کی

رعب سے اُس نے کہا کہ کون ہے؟ کیا چاہیے؟
کون دستک دے رہا ہے رات کے بارہ بجے؟

اُس نے پھر کھولا کواڑ اور جلد باہر آ گیا
اُس چہرے پر، بہت حیرت بھی تھی، غصہ بھی تھا

گڑبڑا کر میں نے پیکٹ اُس کے ہاتھوں میں دیا
اور گھبراہٹ میں، میں اِک لفظ بھی نہ کہہ سکا

دیکھ کر پیکٹ خوشی سے اُس کا چہرہ کِھل گیا
جس طرح اُس کو اچانک اِک خزانہ مل گیا

کانپتی آواز سے دیتا تھا بیوی کو صدا
پھر کبھی میری، کبھی پیکٹ کی جانب دیکھتا

یک بیک اندر کے اِک کمرے کا دروازہ کھلا
میرے کانوں نے سنی بچے کے رونے کی صدا

جانے کتنی دیر سے معصوم تھا وہ رو رہا
بھوک سے رو رو کے تھا اس کا گلا بیٹھا ہوا

اُس کا والد تھام کر پیکٹ کو پھر رونے لگا
چوم کر ہاتھوں کو میرے جوش سے کہنے لگا

آج گھر آتے ہوئے تھی جیب میری کٹ گئی
اور دن بھر کی کمائی ایک پل میں لُٹ گئی

دودھ کے پیسے نہیں تھے تھی پریشانی بہت
رات اب کیسے کٹے گی تھی یہ حیرانی بہت

کب سے تھا معصوم بچہ بھوک سے چلّا رہا
بے بسی سے تھا کلیجہ منہ کو میرے آ رہا

ہم دعائیں کر رہے تھے اے خدا پیارے خدا
تو ہی پالن ہار ہے تجھ پر ہے اپنا آسرا

بھیج دے کوئی فرشتہ دودھ کا پیکٹ لئے
کچھ بھی ناممکن نہیں اللہ تیرے واسطے

دودھ بچے کو دیا اور اس کی بیوی نے کہا
اجنبی تم ہی فرشتے ہو بلاشک وشبہ

محوِ حیرت رہ گیا میں سُن کے اُس کی بات کو
جانتا تھا خود میں اپنی ہستی واو قات کو

جیب سے بٹوہ نکالا میں نے کالی رات میں
جو بھی تھا اس میں تھمایا آدمی کے ہاتھ میں

خامشی سے جب میں اپنی کار کی جانب مڑا
آنسوؤں کا میری آنکھوں سے سمندر بہہ پڑا

ہو گیا مجھ کو یقیں زندہ ہے قائم ہے خدا

اپنے بے کس، مضطرب بندوں کی سنتا ہے دعا

مجھ سے ناقص سے بھی اپنی طرز سے ہے بولتا
اُس کی رمزیں ہیں الگ اور اس کی حکمت ہے جدا

قادرِ مطلق ہے، کر سکتا ہے جو ہے چاہتا
میں تو کیا، میرے ارادوں کا بھی خالق ہے خدا

ANSARULLA NORWAY er deres eget blad. Vi vil gjerne ha råd, og gode artikkler som kan være nyttige for andre. Fint om dere skriver på word og sende til ahmedrizwan@online.no **JAZAKALLAH.**

Islam – Hellige Profeten (saw) og Den hellige Koranen

Islam betyr "fred og underkastelse for Allahs vilje". Det var en melding brakt av profeten Muhammad (saw)* for nesten 1400 år siden i Arabia. Muhammad (saw) mottok en åpenbaring fra Allah der han ble fortalt at Allah alene var verdig tilbedelse og ingenting annet var lik ham, og at Islam var den endelige og fullstendige religion for menneskeheten. Muhammad (saw) hjalp de fattige, frigjorde slaver og etablerte like rettigheter for kvinner. Han fortalte sine tilhengere til å være tålmodig i motgang og be til Allah. Hans oppdrag var å utrydde ondskap og urett, implantat godhet og fromhet og trekke menneskeheten nærmere sin Skaper. Muhammad (saw) ledet en enkel, fromme og fredelige liv.

Den hellige Koranen er den hellige boken i Islam. Det er ordet av Allah og ble åpenbart til profeten Muhammed (saw) i en periode av over 23 år. Den har 30 deler og er inndelt i 114 kapitler. Den inneholder en lang rekke lære og er en omfattende etiske retningslinjer for menneskeheten. Den inneholder også mange profetier og mange av disse er oppfylt, og mange som gjenstår å bli oppfylt.

ISLAM og ANDRE RELIGIONER
Islam tror på alle profeter og religiøse lærere utpekt av Gud, som Muhammad, Abraham, Moses, Jesus, Krishna, Buddha, Konfucius og Zarathustra (fred være med dem alle). Islam anser dem alle som himmelsk lærere sendt til reform menneskeheten og etablere fellesskap med Gud - Skaperen. Islam vitner om at den opprinnelige læren av ulike trossamfunn kommer fra En samme Gud.

ISLAM og LIKE RETTIGHETER
Islam vektlegger at menn og kvinner og folk av alle raser er like for Allah og bare gode gjerninger løfter en person over en annen. Det tillater ingen utbytting, det å være seg sosiale, politiske, økonomiske eller religiøse.

ISLAM og MENNESKEHETEN
Islam forsterker begrepet menneskelighet og med respekt for individuell frihet. Det minner også mann av hans grunnleggende menneskerett å være fri til å velge sin egen religion. Koranen sier at det ikke er noen tvang i religionen.

Tilhengerne av alle store religioner ventet da framveksten av en lovede En i de siste dager som spådde i deres hellige skrifter. Hinduene ventet Krishna, jødene og kristne Messias, buddhister på Buddha og muslimene imamen al-Mahdi, så vel som Messias.

Under guddommelig ledelse, erklærte Hadhrat Ahmad (as)* som faktisk bare én person som representerer alle kvaliteter av en lovet i ulike religioner var å komme og menneskeheten til slutt ville bli brakt inn flippen av en universell religion.
Hadhrat Ahmad (as)*, grunnleggeren av Ahmadiyya Muslim menighet hevdet å være den Ene utlovende som hele verden i ulike trossamfunn ventet på.
Ahmadiyya Muslim Menighet lærer den sanne Islam, i all sin renhet. Islam er en religion for fred. Det er en religion som oppfyller de krav og utfordringer i en endret verden.

Islam tror på absolutt moral og pålegger rettferdighet, rettferdighet til venner og fiender, på alle områder av menneskelig interesse. Det er den faste troen på Ahmadiyya Muslim Menighet at islam er en kur for alle sykdommer og plager eller lidelser i menneskeheten i dag.

Islam lærer oss at hvis ikke mannen lærer å leve i fred med seg selv og sine medmennesker, kan han ikke leve i fred med Gud. I Islam skal du finne ro og stillhet i hjertet som er frukten av å underkaste seg Guds vilje. I sin overbevisning har Ahmadiyya Muslim menighet vokst raskt og er virkelig internasjonalt i omfang, med lokalsamfunn etablert i mer enn 190 land som strekker seg over alle kontinenter.

Det medlemskap i den verdensomspennende Ahmadiyya menighet er i millioner og øker hver dag.

Menigheten representerer den fredelige gjenopplivingen av Islam som skaper samhold, kjærlighet, respekt for alle religioner og medfølelse for menneskeheten.

AL-ANFAL VERS 3-5

Troende er bare de hvis hjerter skjelver av frykt når Allahs navn nevnes. Når Hans tegn foreleses dem, forøker det deres tro, og de setter sin lit til sin Herre,

De som holder bønn (regelmessig) og gir ut av det som Vi har forsynt dem med.

Slike er de sanne troende. For dem er det rangtrinn hos deres Herre og tilgivelse og en ærefull forsyning.

....

Hadith

(utvalgte tradisjoner)

Zaid bin Aqram (må Allah være tilfreds med ham) beretter: « En dag stod Den hellige profeten (Allah velsignelser og fred være med ham) og talte til oss ; han prist Allah, lovpriset Ham, og så oppmuntret og formante oss til å si :» Å folk, jeg er et menneske. Det er sannsynlig at en dag vilmin Herre sende en budsender til meg, og da vil jeg forlate denne verden. Jeg etterlater to viktige ting til dere; Allahs bok, som inneholder retningslinjer og lys. Så hold fast om denne Allahs bok og rett dere etter den.» Han vekket vår interesse og vi ble nysjerrige på denne Allahs bok. « Jeg etterlater meg også medlemmene av mitt hushold, og jeg formaner dere overfor Allah angående min familie»

(Muslim: kitab: Om disiplenes utmerkelser, Bab: Om Alis fortreffelige egenskaper)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝١

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ
وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ
زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ۝٢ ۚۖ
الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ
يُنۡفِقُوۡنَ ۝٣ ؕ

اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ
دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ
كَرِيۡمٌ ۝٤ ۚ